بسم الله الرحمن الرحیم

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

لا الٰه الا الله

محمد رسول الله

حافظ الحدیث نمبر

جمادی الثانی، رجب، شعبان، رمضان ۱۴۲۳ھ
اگست، ستمبر، اکتوبر، نومبر ۲۰۰۲ء

شمارہ: ۷، ۸، ۹، ۱۰
جلد: ۶

ما بمہ چو خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
الا حدیث یار کہ تکرار می کنیم

امام العلماء محبوب الصلحاء راس الاتقیاء
شیخ الاسلام حافظ الحدیث والقرآن
حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ
امیر جمعیت علماء اسلام پاکستان
کی شخصیت اور خدمات کا تذکرہ

حافظ الحدیث نمبر

زیر سرپرستی
جانشین حضرت حافظ الحدیث
حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی

مدیر
عبدالرشید انصاری

منتظم
صاحبزادہ قاری حسین احمد درخواستی

ناظم اشاعت
صاحبزادہ قاری رشید احمد درخواستی

بینک اکاؤنٹ نمبر 2673
یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ، برکاتِ حیدری برانچ۔ کراچی

زرِ تعاون: ''حافظ الحدیث نمبر'' 300 روپے

دو سے زائد نسخے منگوانے پر ۲۵ فیصد رعایت
وی پی ارسال نہیں کی جائے گی

جامعہ انوار القرآن، 11-C-1، نارتھ کراچی
فون: 6999095 فیکس: 6998752

پروف ریڈنگ:	مولانا صفی اللہ مشوانی
عربی فارسی اشعار کا ترجمہ:	مولانا محمد نور الحسن
تزئین و کمپوزنگ:	فیصل احمد
پبلشر:	مولانا فداء الرحمٰن درخواستی

مطبع: [illegible] مقام اشاعت: جامعہ انوار القرآن، [illegible]

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

فہرست مضامین

گلدستہ حیات کی عطر بیزیاں

اندازِ بیاں

خراجِ عقیدت...... بیانِ حقیقت

قومی اور دینی جرائد واخبارات کے تعزیتی اداریے

شاعروں کا منظوم خراج عقیدت

حافظ الحدیث نمبر کی اشاعت

سب کہو سبحان اللہ

تمام تعریفیں اس خدائے بزرگ و برتر، خالق بحر و بر، رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض کے لئے ہیں جس کا نامِ عظیم .... اللہ ذوالجلالِ والاکرام ہے .... جو تیرہ و تار رات کی کوکھ سے صبح روشن کو طلوع کرتا ہے، جو فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی ہے، جس نے چڑیوں کو چہچہاہٹ، بلبلوں کو نغمگی اور کوئل کو ترنم بخشا، جس نے کائنات کی ہر چیز کو انسان کے فائدے کے لئے اور انسان کو اپنی بندگی اور عبادت کے لئے پیدا کیا۔ قلم کو افاضۂ علم کا ذریعہ بنایا اور علم کے نور سے انسانی دل و دماغ کو منور کر کے کائنات کی ہر چیز پر اسے بزرگی اور برتری عطا فرمادی: وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ

تمام درود و سلام نبی الاعظم، شفیع الامم، جمیل الشیَم، امام الرسل، حبیب کبریا، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے جو نسل آدم میں سب سے برگزیدہ اور توحید الٰہی کی سب سے قوی حجت قاطعہ ہیں، جو تمام انبیاء کے بعد مبعوث ہوئے مگر روزِ حشر سب سے پہلے اُٹھائے جائیں گے اور جنت کو سب سے اولاً آپ ہی اپنے قدومِ برکت لزوم سے عزت بخشیں گے۔

شَفِیْعٌ مُّطَاعٌ نَبِیٌّ کَرِیْمٌ قَسِیْمٌ جَسِیْمٌ نَسِیْمٌ وَسِیْمٌ

الحمد للہ! ''حافظ الحدیث نمبر'' اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے، یہ اس مردِ حق آگاہ اور عالمِ ربانی کا تذکرہ ہے جو پیکر صدق و صفا، اسلاف کی تابندہ روایات کے وارث اور کاروانِ ولی اللّٰہی کے درخشندہ نقوش کے امین تھے۔ جو شرک و بدعات، توہمات و خرافات، جہالت و بدعقیدگی کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں قرآن و سنت کی ایمان پرور تعلیمات کا سرمدی پیغام لے کر اُٹھے اور پورے ماحول پر رشد و ہدایت کا اجالا بن کر چھا گئے۔

جمعیت علماء اسلام کے امیر، حافظ الحدیث والقرآن، شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی

قدس سرہٗ کو اس سرائے فانی سے عالمِ جاودانی کی جانب رحلت فرما ہوئے آٹھ سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔اس جہانِ فانی سے آپ کی مراجعت نے دینی وسیاسی اور علمی وروحانی حلقوں کی با مقصد جدوجہد میں ایسا خلا پیدا کیا جسے پُر کرنا ممکن نہیں رہا، شعور وادراک سر بگریباں تھا، مسائل کے طوفان کی گرج صاف سنائی دے رہی تھی اور حضرت ممدوح کے ارادتمند اوران کے کلامِ شیریں کے دلدادگان مشیتِ ایزدی کے حضور گوش برآواز تھے اوران کے جذبات دعا کے قالب میں ڈھل رہے تھے۔

جنت میں منتظر ہیں، حور و ملائک قدوم کے

فردوس نزہتوں کو سمیٹے گا جھوم کے

اس دوران علمی اور دینی حلقوں میں برابر یہ محسوس کیا جاتا رہا اور نہایت شدت کے ساتھ یہ تقاضا روز افزوں رہا کہ حضرت حافظ الحدیث نوراللہ مرقدہٗ کے علمی وروحانی مرتبہ، امت مسلمہ کے لئے آپ کی رہبری ورہنمائی اور علوم قرآن وسنت کے ابلاغ واشاعت میں پون صدی سے زائد عرصہ پر پھیلی ہوئی انتھک جدوجہد کے اعتراف اور قائدانہ خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کے شایانِ شان مجلّہ شائع کیا جائے۔

جانشین حافظ الحدیث حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی زید مجدہم گذشتہ صفر المظفر کے مہینہ میں کنیڈا، فجی اور بنگلہ دیش کے دو ماہ کے تبلیغی دورہ سے واپس تشریف لائے تو راقم السطور کو بلایا اور ملاقات کا شرف بخشا۔ دورانِ گفتگو فرمایا کہ میں دنیا میں جہاں بھی جاتا ہوں لوگ ''حافظ الحدیث نمبر'' کے بارے میں پوچھتے ہیں، یہ کام بہت ضروری ہے اور یہ ہماری ذمہ داری بھی ہے، وقت گذرتا جارہا ہے، زندگی کا کیا بھروسہ؟......آپ اس فرض کی ادائیگی کے لئے کام شروع کریں۔

حضرت جانشین حافظ الحدیث کا یہ ارادہ اور فیصلہ میرے لئے ایک تازہ خواب کو فوری تعبیر کی صورت میں مجھے نظر آرہا تھا۔ چار پانچ روز پہلے عالم رؤیا میں شرف زیارت نصیب ہوا، جامعہ انوار القرآن میں حضرت حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ مسند تدریس پر جلوہ افروز تھے اور قرآن وسنت کے آبِ حیات سے تشنگانِ علوم کو سیراب فرمارہے تھے۔

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آج سے سترہ سال پہلے جب ہفت روزہ ''خدام الدین'' کی ادارتی ذمہ داریاں جاری رکھنے کا راقم نے فیصلہ کیا تب بھی ایک رات حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کو جامع مسجد شیرانوالہ لاہور میں ذکر الٰہی کی محفل میں وعظ وارشاد فرماتے ہوئے اسی طرح دیکھا تھا۔

سچی بات یہ ہے کہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے زہد وورع کا جلال ہو یا حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کے زمزمہ ہائے کتاب اللہ وحدیث رسول اللہ ﷺ کا روح پرور جمال ہو ...... یا ...... ان دونوں ہستیوں کے جانشینانِ کرام حضرت مولانا عبیداللہ انور مرحوم ومغفور اور حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی مدظلہٗ کے اخلاص وحیاء کا وقار اور راہِ حق میں جاں نثاری وفدا کاری کا جذبہَ بے کراں ہو، یہ سب فیضان ہے خانقاہِ عالیہ قادریہ راشدیہ دین پور شریف کے بانی سراج الاولیاء شمس العرفاء والاتقیاء حضرت مولانا خلیفہ غلام محمد دین پوری قدس سرہٗ کے جذب دروں اور تربیت روحانی کا، جن کے گلشنِ روحانی میں ''بستی درخواست'' کے حضرت حافظ محمود الدین رحمۃ اللہ علیہ جیسا بے ریا مجاہد ومعلم اور پیکر اخلاص ووفا پروان چڑھا۔ حضرت حافظ صاحب کے خلوص وللّٰہیت اور اللہ والوں سے وابستگی کا ثمر وصلہ فیاض ازل نے دنیا میں انہیں ایسے عالی مرتبت نورِ نظر، لختِ جگر کی صورت میں عطا فرمایا کہ جب اس نے علوم قرآن وحدیث کی تحصیل سے فراغت پائی تو اس کے سر پر سراج الاولیاء حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دستار مبارک رکھ دی اور فرمایا:

> ''جاؤ کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ ﷺ کے علوم سے متلاشیانِ حق کی جھولیاں بھر دو، تمہارا کام صرف مدرسہ وخانقاہ کی چار دیواری کے اندر ہی نہیں بلکہ ملک کے کونے کونے اور دور افتادہ بستیوں تک جا کر خلقِ خدا کو خدا کی راہ دکھانا اور ہر جگہ توحید وسنت کا پیغام پہنچانا ہے۔''

ولی کامل حافظ محمود الدین رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند دل بند حافظ عبداللہ درخواستی کو مرشد کامل کی نظرِ عنایت سے دین حق کی بالادستی کے لئے بے چینی کی جو نعمت اور حدیث نبوی ﷺ سے شغف ومحبت کی جو بے پایاں دولت نصیب ہوئی یہ اس پر مہر تصدیق تھی کہ دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث امام المحدثین حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ جب عقیدۂ ختم نبوت کی وکالت اور حبیب کبریا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی شانِ ختمی مرتبت کے دفاع کا مقدمہ لڑنے کے لئے بہاولپور تشریف لائے تو حافظ مولانا محمد عبداللہ درخواستی نے اپنے مرشد ومربی حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کی صداقت کا نظارہ لباس مجاز میں دیکھا۔ حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ حصولِ سند کے لئے تمہیں دارالعلوم دیوبند جانے کی ضرورت نہیں ہے، اکابر دیوبند یہیں آ جائیں گے۔

اسی دوران حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ نے درسِ حدیث میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ تلمذ حاصل کیا تو امام المحدثین نے فرمایا:

''اس نوجوان عالم نے بخاری شریف تو رسماً کھول رکھی تھی،
دورانِ سماعت میں نے غور سے دیکھا کہ وہ ''حافظ الحدیث'' ہے۔''

ابن امیر شریعت حضرت سیّد عطاء المحسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ ۱۹۵۴ء میں جامعہ خیر المدارس کا سالانہ جلسہ ہو رہا تھا، اسٹیج پر ملک بھر کے جید علماء کا مجمع کثیر تھا کہ حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز استاد العلماء حضرت مولانا خیر محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان کیا کہ

''اب آپ سے خطاب کے لئے وہ عالم دین تشریف لا رہے ہیں جو ''حافظ الحدیث'' ہیں،
مدرسہ مخزن العلوم خانپور کے مہتمم، عالم باعمل، مجاہد فی سبیل اللہ مولانا محمد عبداللہ درخواستی۔''

یہ پہلا موقع تھا کہ ملک بھر کے ارباب علم وفضل اس نابغہ روزگار ہستی کے علمی مرتبہ اور حسن تکلم سے آگاہ ہوئے۔

۱۷ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ/ ۲۳ فروری ۱۹۶۲ء کو قطب زماں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد اپنی قیادت کے لئے مشرقی ومغربی پاکستان کی علماء کی نگاہیں حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ پر جم گئیں اور انہیں علماءِ حق کی نمائندہ جمعیت علماء اسلام کا متفقہ امیر منتخب کر لیا گیا۔ اس موقع پر محدث کبیر حضرت علامہ سیّد محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''جمعیت علماء اسلام کی امارت کے منصبِ عظیم کے تقاضوں کو وہی شخص پورا کر سکتا ہے جو ظاہری اور باطنی، علمی اور عملی اعتبار سے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ جیسی صفات کا حامل ہو۔ وہ صرف حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی ہیں، حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فارغ التحصیل اور مستند علماء کو دورۂ تفسیر قرآن پڑھایا کرتے تھے، حضرت درخواستی بھی دورۂ تفسیر پڑھاتے ہیں، حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے دین پور کے مرکزِ روحانی سے کسب فیض کیا حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت خلیفہ مولانا غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و مسترشد ہیں، ظاہری وجاہت کے لحاظ سے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ طویل اللحیۃ تھے اور حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ بھی دراز ریش ہیں، علمی، روحانی اور وجاہتی یہ تینوں صفات سے حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اور کوئی متصف نہیں ہے، لہٰذا حضرت

لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ ہی جمعیت
علماء اسلام کی سربراہی اور امارت کے منصب اعلیٰ پر فائز ہو سکتے ہیں۔"

"حافظ الحدیث نمبر" کی تیاری کے سلسلہ میں ان تمام لائق ذکر ماہناموں اور ہفت روزہ جرائد کا "انوار القرآن" شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے نمبر کی اشاعت کے اعلان کا اشتہار شائع کر کے اہل علم و دانش اور حضرت درخواستی قدس سرہٗ کے عقیدتمندوں اور تلامذہ کرام کو مضامین ارسال کرنے پر متوجہ کیا۔

قارئین کرام سے معذرت کہ اعلان کے مطابق "حافظ الحدیث نمبر" اگست ۲۰۰۱ء میں شائع نہیں کیا جاسکا، انہیں انتظار کی زحمت اٹھانا پڑی۔ وجہ یہ ہوئی کہ ابتداء ارادہ ڈھائی تین سو صفحات کی ضخامت کا تھا جبکہ مضامین تازہ تا حال موصول ہو رہے ہیں۔ حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی دامت برکاتہم نے بھی عجیب شاہانہ مزاج پایا ہے، انہوں نے متوکلاً علی اللہ فرمایا جو بھی مضمون آ رہا ہے اسے شامل اشاعت کیا جائے نمبر بار بار تو شائع نہیں کیا جائے گا، اب صفحات سات سو سے تجاوز کر گئے جو بہر حال اہل ارادت کی تسکین ارواح کے لئے جامِ بہاراں اور آئندہ ادوار میں حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق جاننے کا شوق رکھنے والوں کے لئے معلومات کا بیش بہا خزانہ ہے۔

حافظ الحدیث نمبر میں تمام موصولہ مضامین کو ان کے انداز اور لہجوں میں فرق کے باوصف شامل کرنے کی کوشش کی گئی کیونکہ

گلہائے رنگا رنگ سے ہے رونقِ چمن

جو کمی کوتاہی سرزد ہوئی اس پر قارئین کرام اور مضامین نگار درگذر فرمائیں۔ "حافظ الحدیث نمبر" کی تدوین و تالیف میں کسی طرح بھی حصہ لینے والوں کو اللہ رب العزت اجر عظیم عطا فرمائے۔ جملہ مضمون نگار حضرات کے علاوہ صاحبزادہ حضرت قاری حسین احمد درخواستی اور مولانا صفی اللہ مشوانی کا بھی تہہ دل سے شکریہ کہ انہوں نے مضامین کی تصحیح و درستگی کا فریضہ انہماک اور توجہ سے انجام دیا، عربی اور فارسی اشعار کے اکثر تراجم مولانا محمد نور الحسن نے کئے، ان کے لئے تشکر اور دعائیں، انور القرآن کے کمپیوٹر آپریٹر فیصل بھائی کو بھی اللہ تعالیٰ خیر و برکت اور جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اپنی ڈیوٹی اور ہمت سے بڑھ کر محنت کی تو یہ جریدہ منصہ شہود پر آ سکا۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ "حافظ الحدیث نمبر" کی مہک کو چار دانگ عالم میں پھیلائے اور اس کے مطالعہ کو آنے والی نسلوں کے لئے اہل حق کے تعارف اور ان سے قلبی وابستگی کا ذریعہ بنائے۔ آمین

❁❁❁❁

دُعائے تبریک

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی کا مکتوب تہنیت

مکرمی و محترمی جناب مولانا فداء الرحمٰن درخواستی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خدا کرے مزاج گرامی مع متعلقین بخیر و عافیت ہو۔ آج کی ڈاک سے گرامی نامہ نظر نواز ہوا اور یہ معلوم ہو کر مسرت ہوئی کہ آپ ماہِ اگست میں ماہنامہ ''انوار القرآن'' کا خصوصی نمبر شائع کر رہے ہیں، جو آپ کے والد ماجد حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا عبداللہ درخواستی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دینی و ملی خدمات کے تذکرے پر مشتمل ہوگا۔ ناچیز کی دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ''انوار القرآن'' کے اس خاص نمبر کو ایسی تاریخی دستاویز بنادے جو ملک و ملت کے لئے مینارۂ نور ہدایت ثابت ہو۔

یہ بات ناچیز کے لئے باعثِ حسرت ہے کہ ناچیز کو حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کا کوئی قابل ذکر موقع نہ مل سکا لہٰذا اس موضوع پر کچھ لکھنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں، سوائے اس کے ایک مرتبہ ناچیز بنگلہ دیش جانے کے لئے جب کراچی ایئرپورٹ پہنچا تو حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کے خدام اور متوسلین کی ایک بڑی تعداد وہاں موجود تھی۔ انہوں نے حضرت والا قدس سرہٗ کو نہایت عقیدت و احترام سے اپنے جھرمٹ میں لیا ہوا تھا۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ سے یہ ناچیز کی پہلی ملاقات تھی، اسی وقت یہ معلوم ہو کر مسرت ہوئی کہ حضرت والا اور ان کے کچھ رفقاء اسی پرواز سے ڈھاکہ تشریف لے جارہے ہیں، اس طرح کراچی ایئرپورٹ سے ڈھاکہ ایئرپورٹ تک ناچیز کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ہمرکاب ہونے کی سعادت نصیب ہوئی، میں اس مختصر رفاقت کو بھی اپنے لئے فالِ نیک سمجھتا ہوں۔

تیس ہزار یا اس سے زائد احادیث حفظ کرنے کی سعادت اللہ تعالیٰ نے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کو نصیب فرمائی، یہی ایک خوبی اتنی عظیم الشان ہے کہ دورِ حاضر کے شاید تمام ہی محدثین کے لئے قابل رشک ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے علوم اور برکات سے ہم سب کو بہرہ ور فرمائیں۔

وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ

والسلام

محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ

رئیس الجامعہ دار العلوم کراچی

والد محترم، محبوب الصالحین، امام العلماء، زبدۃ الاصفیاء، رأس الاتقیاء، شیخ الاسلام
حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی قدس اللہ سرہٗ العزیز کے

از جانشین حافظ الحدیث حضرت مولانا فداء الرحمٰن صاحب درخواستی

رئیس جامعہ انوار القرآن، امیر پاکستان شریعت کونسل

حافظ الحدیث حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و روحانی مقام رفیع، اخلاص وللّٰہیت، حب الٰہی، عشق رسول ﷺ، عالمانہ قیادت و سیادت، مخلوق خدا کی بھلائی و رہنمائی کے درد اور دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کے دھیان و فکر کے ایمان افروز واقعات بلاشبہ ایک صدی کے اوراق پر پھیلے ہوئے ہیں، جن سے ہر کوئی واقف ہے نہ انہیں احاطۂ تحریر میں لا سکتا ہے۔ ان میں سے چند ایک آپ کے فرزند اکبر اور علمی و عملی، سیاسی و روحانی جانشین حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی زیدت برکاتہٗ و ظلہٗ نے منضبط فرمائے ہیں، جو ہر طرح کی مبالغہ آرائی سے مبرا اور محض اظہار عقیدت نہیں، بیانِ حقیقت ہیں۔ انہیں حضرت درخواستی قدس سرہٗ کے ''گلدستہ حیات کی عطر بیزیاں'' کے زیر عنوان پیش کیا جا رہا ہے۔

☆......عبد الرشید انصاری
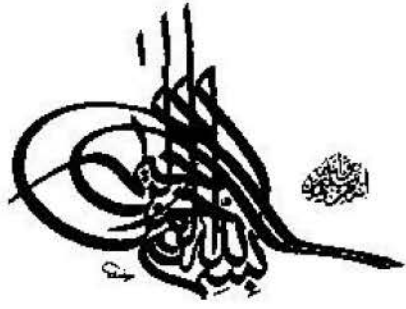
سلطان الاولیاء، رأس الاتقیا، استاد العلماء، غزالیٔ دوراں، جامع کمالات عالم ربانی، مستجاب الدعوات، ماہر اسرارِ شریعت وطریقت، قطب الاقطاب، آیۃ من آیات اللہ، شیخ الاسلام، عاشق رسول اللہ ﷺ، ترجمان ختم نبوت، رئیس المجاہدین، یادگارِ اسلاف، محافظ ناموسِ صحابہ واہل بیت، قائد سیاست دینیہ وسرپرست مدارس دینیہ شیخ التفسیر حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی نور اللہ مرقدہٗ جن کی بدولت آج پاکستان ہی میں نہیں بلکہ بنگلہ دیش، برما، ہندوستان، ملائشیا، متحدہ عرب امارات، بحرین، قطر، سعودیہ عربیہ، شام، اُردن، ترکی اور یورپ کے بیشتر ممالک برطانیہ، فرانس، کنیڈا، امریکہ، آسٹریلیا، فجی، جزائر، غرب الہند جنوبی افریقہ میں علمِ تفسیر وحدیث نبوی ﷺ وتبلیغِ اسلام اور روحانیت کا چراغ الحمدللہ روشن ہے۔

پوری دنیا میں آپ کے خلوص علم وتقویٰ، معرفت الٰہی، عشق رسالت ﷺ، قبولیت عنداللہ حفظ حدیث قرآن وسنت سے والہانہ محبت، دین اسلام کے لئے انتھک جدوجہد، نظام اسلام کے قیام کا جذبہ، اعلاء کلمۃ الحق، باطل کی سرکوبی، غیرت ایمانی، قائدانہ صلاحیت، خدمت خلق، علماء کا اکرام، اولیاء اللہ کا احترام، بے نفسی، مہمان نوازی، ایثار وقربانی، سخاوت، حوصلہ کی بلندی، زہد وتوکل علی اللہ، شغل بذکر اللہ کا چرچا عوام وخواص میں ہے۔

بستی درخواست کی شہرت پوری دنیا میں کیسے ہوئی؟

اس لئے کہ حضرت حافظ الحدیث قدس سرہٗ کی ولادت ۱۳۱۳ھ محرم الحرام کو جمعۃ المبارک کے دن آبائی گاؤں بستی ''درخواست'' میں ہوئی، جس کی وجہ سے آپ درخواستی کہلائے۔

ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے والد ماجد حافظ محمود الدین رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ حاصل کی، جو ولی اللہ تھے اور ۹ سال کی عمر میں حفظ قرآن مجید سے فارغ ہوکر قطب الاقطاب حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیر تربیت مقتدر علماء کرام سے علوم عربیہ کی تحصیل میں مشغول ہوگئے اور اٹھارہ سال کی عمر میں دورہ حدیث کی تکمیل کرلی۔ دورہ حدیث شریف سے فراغت کے بعد حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دستار مبارک عنایت فرماتے ہوئے تدریس وتعلیم وتبلیغ کا سلسلہ جاری رکھنے کی ہدایت فرمائی اور اپنے شیخ حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے منظور نظر بن گئے۔

شیخ دین پوری رحمۃ اللہ علیہ نے روزانہ احادیث مبارکہ زبانی یاد کر کے عصر کے بعد سنانے کا حکم فرمایا، اس طرح حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ روزانہ نئی نئی احادیث مبارکہ یاد کر کے سناتے رہے، جس کی وجہ سے آپ کو ہزاروں احادیث مبارکہ یاد ہوگئیں اسی محنت وحبّ حدیث کی بدولت آپ بعد میں ''حافظ الحدیث'' کہلائے اور عوام وخواص کی محبت کا مرکز بن گئے۔

دین پور شریف قیام کے دوران شیخ کے صاحبزادگان کی تعلیم وتربیت بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ذمے تھی۔ اس طرح تدریس کتب کے ساتھ ساتھ رشد وہدایت کے مربی بھی بنے، حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے چند سال مدرسہ عربیہ درخواست میں بھی فیضِ نبوی پہنچایا، کئی سال تک حضرت رحمۃ اللہ علیہ درس نظامی کی تمام کتب اکیلے پڑھاتے رہے، صبح کی نماز کے بعد اسباق شروع فرماتے اور عشاء کی اذان تک تقریباً پندرہ اسباق پڑھاتے۔

جامعہ مخزن العلوم عیدگاہ خانپور:

بستی درخواست کے بعد بستی مومن میں چند سال اس علاقے کے لوگوں کو فیض پہنچانے کے بعد دوست واحباب کے اصرار پر خان پور میں مدرسہ منتقل کیا گیا جس کا نام جامعہ عربیہ مخزن العلوم شاہی مسجد خان پور رکھا گیا۔

گنبد والی شاہی مسجد نواب بہاولپور کی والدہ نے تعمیر کروائی تھی جو کہ شہر سے باہر دو قبرستانوں کے درمیان میں واقع تھی اور اس مسجد کے نیچے تہہ خانے بنے ہوئے تھے، جو ویران ہونے کی وجہ سے سانپ اور بچھوؤں کا مرکز بنے ہوئے تھے، حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعائیں اور اوراد پڑھ کر یہ کمرے ان زہریلے موذی کیڑے مکوڑوں سے خالی کرائے اور اس طرح وہ کمرے رہائش اور درسگاہوں کے قابل بنے، کمروں میں داخل ہوتے وقت دروازے چھوٹے ہونے کی وجہ سے سر نیچے کر

کے جانا پڑتا تھا، کافی عرصہ تک اسی طرح کام چلتا رہا، پھر عیدگاہ کے ایک حصہ میں جامعہ کے لئے کمرے اور بہت بڑا برآمدہ (جو عیدگاہ کی طرف تھا) بنوایا گیا جہاں پر دورۂ تفسیر قرآن مجید کا درس ہوتا تھا جس میں کم وبیش تین صد سے چار صد علماء وصلحاء شریک ہوتے اور طلباء تکرار ومطالعہ عیدگاہ میں کرتے۔

کافی عرصہ کے بعد پھر اس گنبد والی مسجد کو شہید کر کے حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حیات ہی میں عظیم الشان جامع مسجد تعمیر کی گئی (لیکن سابقہ تہہ خانے یادگار کے طور پر خوبصورت انداز میں باقی رکھے گئے) اس نئی جامع مسجد کی تعمیر میں حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ معتقدین ومریدین نے بھرپور حصہ لیا۔ حقیقت میں اس نئی عظیم الشان جامع مسجد کی تعمیر کا سہرا ہمارے برادر مکرم مولانا مطیع الرحمٰن صاحب درخواستی نائب مہتمم جامعہ مخزن العلوم عیدگاہ خانپور کے سر ہے۔

جنہوں نے رات دن محنت کر کے حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توجہات سے اسے پایہ تکمیل تک پہنچایا پھر اس عظیم الشان جامع مسجد کو حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد برادر مکرم مولانا فضل الرحمٰن درخواستی مہتمم جامعہ عربیہ مخزن العلوم عیدگاہ خان پور نے چار چاند لگادیئے، مسجد کے ساتھ نہایت ہی خوبصورت انداز میں طہارت خانے، غسل خانے، وضو خانے اور بہت بڑی ٹنکی بنا کر مستقبل میں آنے والے ہزاروں مہمانانِ رسول اللہ ﷺ کے آرام وسہولت کا انتظام فرما کر اہتمام کا حق ادا کردیا۔ فَلِلّٰہِ الحَمد

جامعہ عربیہ مخزن العلوم کا اہتمام:

جامعہ عربیہ مخزن العلوم کا اہتمام حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا اور آپ ہی شیخ التفسیر، شیخ الحدیث اور طالبین کی روحانی تربیت کے شیخ طریقت تھے، ساتھ ساتھ ملک بھر میں دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کے سلسلے میں بہت زیادہ اسفار فرماتے تھے اور مسلمانوں کی دینی سیاست کی راہنمائی کی مشعل بھی آپ کے ہاتھوں میں تھی، جس کو عزم واستقامت کے ساتھ ساتھ تھامے ہوئے اپنے پیش رو بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے رہے۔ حق گوئی اور بے باکی آپ کے طریق تبلیغ کا طرۂ امتیاز تھا اور اعلاءِ کلمۃ الحق کا جہاد آپ کی زندگی تھی۔ سفر ہو یا حضر، صحت ہو یا حالت مرض کوئی حال اس فکر سے خالی نہیں کہ دین کی کوئی خدمت انجام پائے۔

قرآن مجید کی تفسیر، تعلیم وتدریس آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ تقریباً ۶۵ سال سے مسلسل ہر سال

شعبان ورمضان میں فارغ التحصیل طلباء وعلماء کرام کو قرآن مجید کی تفسیر پڑھاتے رہے، حضرت کے درس قرآن کا انداز اس قدر اثر انگیز اور دلنشین ہوتا تھا کہ اس سے صرف علمی فوائد ہی حاصل نہیں ہوا کرتے تھے بلکہ قلوب میں زندگی کی ایک نئی لہر دوڑ جاتی تھی۔ مضامین میں ایک الہامی رَو محسوس ہوتی تھی، نہ کوئی کتاب سامنے ہوتی تھی نہ لکھی ہوئی کوئی بیاض، محض خداداد حافظہ سے رکوع اور سورتوں کے مضامین کا خلاصہ اور آیات کا ربط اور دیگر آیات واحادیث سے ان کی تائید وتوثیق کے حوالے دریا کی موجوں کی طرح اُمنڈتے ہوئے محسوس ہوتے تھے، زبان وبیان سے عشق رسول ﷺ کی ایک والہانہ کیفیت ظاہر ہوتی تھی اور عمل بالسنۃ کا ایک مجسم نمونہ آنکھوں کے سامنے نظر آتا تھا۔

تفسیر قرآن میں آپ کی اسی منفرد قابلیت کی بناء پر بلا مبالغہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ کے زمانے میں پورے ملک میں قرآن وحدیث کے علوم کا ایسا جامع دینی وروحانی عالم کوئی موجود نہیں تھا اور اسی لئے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ان کی جگہ آپ کو جمعیت علماء اسلام کا امیر مقرر کیا گیا تھا۔

جامعہ عربیہ مخزن العلوم میں دورہ حدیث کا اہتمام:

دورۂ تفسیر کے ساتھ دورہ حدیث شریف جس میں بخاری شریف، مسلم شریف، ابوداؤد شریف، ترمذی شریف، نسائی شریف، ابن ماجہ شریف، موطا امام مالک، موطا امام محمد رحمہ اللہ بذات خود کئی سالوں تک تن تنہا پڑھاتے رہے۔

نیز دورہ حدیث شریف کے شرکاء کو روزانہ علی الصبح سال بھر میں مکمل تفسیر قرآن مجید بھی پڑھاتے تھے، جو شعبان ورمضان شریف کے طریق پر ہوتا تھا۔ شام کو دورۂ حدیث شریف کے طلباء کو فوز الکبیر اور حجۃ اللہ البالغہ بھی خود پڑھاتے۔

۱۹۶۰ء میں جب میں نے اور میرے ہم درس مولانا میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ نے موقوف علیہ پڑھنا تھا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے از راہِ شفقت ہماری جماعت موقوف علیہ کو جس میں مشکوٰۃ شریف مکمل، جلالین شریف مکمل، ظہر کی نماز کے بعد عصر تک پڑھاتے تھے اور دورہ حدیث شریف کے اسباق صبح کی نماز کے بعد سے شروع کر کے دوپہر ایک بجے تک پڑھادیا کرتے تھے۔ سبحان اللہ جبکہ آج کل موقوف علیہ اور دورہ حدیث شریف کم از کم چار یا پانچ استاد پڑھاتے ہیں۔

امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ الحدیث حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کے باہمی تعلقات

امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بہت گہرا تعلق تھا۔ آپ بیماری کے آخری ایام میں خانپور تشریف لا کر حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں دس دس دن قیام فرماتے تھے اور بہت خوش رہتے۔ میں ناشتہ اور کھانا گھر سے لے کر آتا، ایک دن فرمانے لگے بیٹے فداء الرحمٰن میں گھر میں صبح ایک چپاتی مشکل سے کھاتا ہوں لیکن خانپور میں تین پراٹھوں سے ناشتہ کرتا ہوں۔ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت ان کی خدمت کا حکم فرماتے اور خود شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کمرے میں جا کر خیریت معلوم کرتے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اشکال اور حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب:

ایک مرتبہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ حضرت اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ ہم نے انسان کو بہت اچھے انداز میں پیدا فرمایا ہے، نہایت خوبصورتی سے، لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ کوئی انسان مجھے نابینا نظر آتا ہے، کوئی لولا لنگڑا نظر آتا ہے، کوئی بھینگا نظر آتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ تو سب سے زیادہ سچے ہیں تو حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صاحبِ تفسیر قرطبی نے لکھا ہے کہ یہاں الانسان میں انسان سے مراد انبیاء کرام علیہم السلام ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو جسمانی عیب سے پاک پیدا فرمایا ہے۔ شاہ صاحب فوراً سجدے میں گر گئے اور اٹھ کر حضرت کی پیشانی کا بوسہ لیا اور کہا حضرت میری پوری تشفی ہو گئی ہے۔

حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام:

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بڑے بڑے علماء، صلحاء تشریف لاتے تو بعض اوقات حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ ہنسی مزاح سے مجلس کو زعفران زار بنا دیتے۔ ایک مرتبہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی مزاح کی کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے منہ پر کپڑا ڈال کر خوب ہنستے رہے، تھوڑی دیر کے بعد اسی مجلس

میں حضرت حافظ الحدیث حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت میرے نانا کی کچھ احادیث مبارکہ سنادیں تو حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خاص انداز میں احادیث مبارکہ سنانی شروع فرمائیں تو حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ سمیت پورا مجمع رونے لگا۔ مجلس ختم ہوگئی حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ جب چلے گئے تو مولانا عبدالرحمٰن میانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ شاہ جی حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بھی بڑے پایہ کے بزرگ اور شیخ التفسیر تھے ان کو آپ نے ہنسا ہنسا کر لوٹ پوٹ کردیا۔

اور حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آپ روتے رہے، ان کو ہنسایا نہیں۔ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ’’عبدالرحمٰن حضرت درخواستی کے سینہ میں جو حدیث پاک کا خزانہ ہے اس کا رعب اتنا ہے کہ میں ان کے ساتھ مزاح نہیں کرسکتا۔‘‘ سبحان اللہ

حضرت رحمۃ اللہ علیہ علماء کرام کی نظر میں:

بقول حضرت مولانا سید عطاء المنعم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جو انہوں نے خانپور کے ایک بہت بڑے اجتماع میں جہاں بڑے بڑے اکابرین موجود تھے فرمایا پاکستان میں بڑے بڑے علماء ہوں گے میں کسی کو نہیں مانتا، میں صرف اور صرف حافظ الحدیث حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کو مانتا ہوں۔ حدیث پاک کی محبت اور اس کی اشاعت کی وجہ سے آقائے نامدار ﷺ کے نہایت ہی مقرب ہیں، میں چاہتا ہوں کہ حضرت ملک بھر کے علماء کو جمع کر کے ایک مہینہ تک روزانہ احادیث مبارکہ سنائیں تاکہ ہم سب کے زنگ آلود دل صاف ہوجائیں اور ہمارے دلوں میں رسول پاک ﷺ کی سچی محبت جاگزین ہوجائے۔ اگر حدیث پاک میں اثر نہیں تو پھر اور کس کلام میں اثر ہے۔ میں حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کی جوتی مبارک اپنے سر پر رکھنا فخر سمجھتا ہوں اگر کسی نے اس دور کے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھنا ہو تو وہ حافظ الحدیث حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ لے۔

شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے فکر کے امین

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ چار سال کے بعد مالٹا کی جیل سے جب رہا ہوکر تشریف لائے تو ارشاد فرمایا کہ جیل میں چار سال سوچتا رہا کہ مسلمانوں کے زوال کے اسباب کیا ہیں تو دو سبب میرے سامنے آئے:

’’ایک سبب مسلمانوں کی قرآن مجید سے دوری، دوسرا سبب آپس کا اختلاف‘‘

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے بقیہ زندگی دینی مدارس کے قیام اور اتحاد بین المسلمین کے لئے بے حد محنت کی اور علماء وصلحاء کو اس طرف متوجہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس فکر کو اجاگر کرنے کے لئے انہی کے کاروانِ اخلاد وفا میں سے حضرت شیخ التفسیر حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کو منتخب فرمایا پھر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مسلسل اسّی برس قرآن مجید کی تعلیم کے ہزاروں مدارس ملک کے چاروں صوبوں اور بنگلہ دیش میں قائم فرمائے اور ساتھ ہی تفسیر قرآن مجید کا شوق علماء وطلباء کے دلوں میں اجاگر کیا۔

حضرت جس شہر یا بستی میں تشریف لے جاتے تو ان سے پوچھتے کہ یہاں پر قرآن مجید کی تعلیم کا انتظام ہے، جواب نفی میں ملتا تو آپ جوش میں آکر فرماتے تم کیسے مسلمان ہو فوراً قرآن مجید کا درس کھولو، چنانچہ وہاں پر آپ کی دعا سے قرآن مجید کی تعلیم کا کام شروع ہو جاتا۔

میں عمر کے ابتدائی حصہ میں تھا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کوئٹہ گیا، وہاں پر بڑے بڑے علماء بھی تجوید میں کمزور تھے، آپ نے فوراً عید گاہ کوئٹہ میں اپنے مایہ ناز شاگرد قاری غلام نبی صاحب ایرانی کو لاہور سے بلاکر حکم فرمایا کہ آپ نے بلوچستان کے ان سنگلاخ پہاڑوں میں رہنے والے مسلمانوں کو قرآن مجید تجوید سے پڑھانا ہے۔

کوئٹہ میں مرکز قائم فرمایا اور پھر پورے بلوچستان کے مختلف شہروں میں اس کی شاخیں قائم کیں، ایک ٹیم مقرر کی جو انتظامات کرتی تھی جن میں حاجی یار محمد مرحوم کواس والے، جناب اقبال شاہ صاحب گیلانی کوئٹہ والے، سیٹھ حاجی محمد اسماعیل صاحب کوئٹہ والے اور کچھ دیگر احباب تھے۔ آگے یہ مدرسہ ایک عظیم الشان مدرسہ تجوید القرآن سرکی روڈ کی شکل میں معرض وجود میں آ گیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ان مدارس کی دیکھ بھال کے لئے ہر سال ۱۵ دن تشریف لے جاتے، تقریباً بیس سال کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس مدرسہ اور شاخوں سے فارغ التحصیل تقریباً دو ہزار قراء وحفاظ طلباء کرام کی دستار بندی فرمائی۔ سبحان اللہ

اسی طرح آپ نے پاکستان کے بقیہ تینوں صوبوں میں سینکڑوں کی تعداد میں دینی مدارس قائم فرمائے اور مشرقی پاکستان سلہٹ، چاٹگام، بوگرا اور ڈھاکہ وغیرہ میں بھی کافی مدارس قائم فرمائے۔

ایک دن کا مدرسہ:

ایک مرتبہ خواجہ سلیمان مرحوم کی دعوت پر جو خواجہ ناظم الدین مرحوم کے رشتہ دار تھے محلّہ جاترا

باڑی ڈھاکہ میں تشریف لے گئے۔ کھانے کے دوران حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ سلیمان مرحوم سے پوچھا کہ: ''اس محلے میں دینی مدرسہ ہے؟''

انہوں نے کہا نہیں ہے۔ آپ نے قرآن مجید کے فضائل اور اس کی تعلیم کی اہمیت پر وعظ فرمایا، جس تین منزلہ بلڈنگ میں دعوت تھی، خواجہ سلیمان اٹھ کر اس کے مالک کے پاس گئے اور کہا کہ میں مدرسہ کے لئے یہ بلڈنگ خریدنا چاہتا ہوں، رقم طے ہوگئی، خواجہ سلیمان نے بلڈنگ کے مالک کو چیک دے دیا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا یہ عمارت مدرسہ کے لئے وقف ہے، آپ مدرسہ کی ابتدا فرمادیں، آپ نے اسی وقت مدرسہ شروع فرمادیا اور اس مدرسہ کا نام ''ایک دن کا مدرسہ'' مشہور ہوگیا۔

سب سے عجیب بات یہ ہے کہ آپ کا یہ جذبہ فروغِ تعلیم قرآن و حدیث صرف پاکستان تک محدود نہ تھا بلکہ جہاں آج حرمین الشریفین میں سینکڑوں قراء وحفاظ قرآن مجید کی تعلیم دے رہے ہیں اور ہزاروں طلباء فیض حاصل کر رہے ہیں، اس کا سہرا بھی سیٹھی محمد یوسف ٹرسٹ راہوالی ضلع گوجرانوالہ اور حافظ الحدیث حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہے۔ ۱۹۵۲ء میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور سیٹھ یوسف صاحب نے مکہ مکرمہ میں شعبہ تحفیظ القرآن الکریم قائم فرمایا جس کا خرچہ سیٹھی یوسف صاحب ٹرسٹ راہوالی سے بھیجتے تھے۔ سبحان اللہ شیخ الہند کے جانشینوں نے کیسے کیسے کارنامے انجام دیئے۔

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کشف و کرامات

(۱) میں ۱۹۷۱ء میں بمع بچوں کے خان پور سے کراچی آ گیا تھا، ایک گوٹھ میں چھوٹا سا گھر بنایا اور ساتھ ہی ایک بڑا ہال مدرسہ تعلیم القرآن کے لئے بنایا، مجھے مستری مزدوروں کو دینے کے لئے کچھ رقم کی ضرورت پیش آئی۔ میری عادت تھی کہ میں اپنی ضرورت حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بیان نہیں کرتا تھا، لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مجھ سے شفقت اور قلبی تعلق اتنا زیادہ تھا کہ آپ کے دل مبارک پر وہ ضرورت کشفی طور پر آشکارا ہو جاتی تھی۔

میں رات کو سو رہا تھا کہ خواب میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی اور میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ میٹھے قسم کا نہایت خوشبودار خمیرہ اپنی دو انگلیوں سے مجھے کھلا رہے ہیں۔ میں بیدار ہوا تو صبح میں نے گھر کے تمام افراد سے کہا کہ:

''حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے دو ہزار روپے آ رہے ہیں''

میں نے خواب کی تعبیر اس طرح بیان کی تو سب اس تعبیر سے حیران ہوئے، صبح ۹ بجے کا وقت تھا کہ حیدرآباد سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید شبیر احمد صاحب آئے اور انہوں نے کہا کہ میں خان پور حضرت کی زیارت کیلئے گیا تھا، شام کو جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت چاہی تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ دو ہزار روپے ہیں، پہلے کراچی جا کر مولوی فداء الرحمٰن صاحب کو یہ دو ہزار روپے دے دیں اور میرا اسلام بھی کہہ دیں، بعد میں آپ حیدرآباد جائیں۔ میں نے بھائی شبیر کو اپنا خواب اور نقد تعبیر بتائی تو وہ حیران رہ گئے کہ جتنی رقم کی آپ کو ضرورت تھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے نہ زیادہ اور نہ کم بلکہ اتنی ہی رقم روانہ کی۔ سبحان اللہ

(۲) پھر اسی گھر میں ایک مرتبہ کچھ رقم کی ضرورت ہوئی تو رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ خمیرہ کی آدھی انگلی مجھے کھلا رہے ہیں۔ صبح کو پھر میں نے تعبیر نکالی کہ آج پانچ صد روپے آ رہے ہیں، تھوڑی دیر ہی گذری تھی کہ مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی آئے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے مجھے پانچ سو روپے دیئے۔ سبحان اللہ

(۳) حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی تھے، وہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ چاچڑاں شریف (جہاں سات دریا ملتے ہیں) سے آگے ایک جلسہ پر جا رہے تھے، اس دور میں بڑی لانچیں نہیں ہوتی تھیں، ایک چھوٹی سی کشتی پر سوار ہوئے جس میں کل چار آدمی اور پانچواں ملاح تھا، جیسے ہی کشتی روانہ ہوئی تو زبردست آندھی اور طوفان آ گیا اور کشتی تیز ہوا کی وجہ سے اچھلتی جا رہی تھی۔ ملاح نے کہا کہ سب کلمہ طیبہ پڑھ لیں، بچنا مشکل ہے، ملاح سے رسے بھی چھوٹ گئے، اس وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اوپر چادر اوڑھ لی اور قرآن مجید کی تلاوت شروع فرما دی۔ تقریباً سات میل طویل دریا کا سفر تھا، ہم سب زندگی سے ناامید ہو چکے تھے، کشتی طوفان میں بری طرح گھری ہوئی تھی اور آندھی کی وجہ سے کچھ نظر بھی نہیں آ رہا تھا کہ اچانک کشتی ایک کنارے سے ٹکرائی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تلاوت ختم کر کے چادر چہرے سے ہٹائی اور فرمایا جلدی سے اُتر جائیں، جب ہم کشتی سے نیچے اُترے تو جس راستہ سے ہمیں آگے جانا تھا، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت سے اسی جگہ پر کشتی خود بخود جا لگی۔ سبحان اللہ

(۴) جدہ میں وزارت مواصلات میں چوہدری منیر احمد صاحب مسجد بابِ محفوظ کے قریب رہتے تھے، ان کی شادی کو دس سال ہو گئے تھے جبکہ اس کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے

ان کے لیئے دعا بھی فرمائی اور کوئی چیز پڑھ کر دی کہ میاں بیوی دونوں کھالیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یکے بعد دیگرے ان کے پانچ بچے پیدا ہوئے، جب بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ وہاں تشریف لے جاتے وہ پُر تکلف دعوت کرتے اور بچوں کو بلا کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو دکھاتے کہ حضرت یہ سب بچے آپ کی دعا کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ سبحان اللہ

(۵) ایک مرتبہ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں ڈاکٹر غلام دستگیر مدظلہٗ کے گھر پر زیر علاج تھے، میں کراچی سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے لاہور گیا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو پہلے سے کافی افاقہ تھا اور مجھ سے نہایت ہی شفقت سے پیش آئے کہ میں بیان نہیں کرسکتا۔ شام کو ۹ بجے جہاز سے میری واپسی کی سیٹ کنفرم تھی، عصر کی نماز کے بعد میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کی درخواست کی اور اجازت چاہی تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ڈاکٹر غلام دستگیر مدظلہٗ کو بلایا اور فرمایا کہ مولانا فداء الرحمٰن صاحب جانا چاہتے ہیں، کھانے اور چائے کا انتظام کریں یہاں میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت بتا تا چلوں کہ کہاں میں اور کہاں حضرت اقدس کی شان لیکن مجھ حقیر کا نام لیتے تو شفقت ومحبت سے ''مولانا فداء الرحمٰن صاحب'' فرماتے، (جیسا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب مبارک سے بھی ظاہر ہے۔)

حضرت رحمۃ اللہ علیہ خود مجھے پلیٹ میں کھانا ڈال کر دے رہے ہیں اور ساتھ ساتھ احادیث مبارکہ بھی سنا رہے ہیں، اس دن حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بہت زیادہ کھانا کھلایا، پھر مجلس میں دوسرے حاضرین سے بھی تلاوت کلام پاک ونعت رسولِ مقبول ﷺ سنتے رہے، یہاں تک کہ عشاء کا وقت ہوگیا۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے کہا کہ اب آپ کا ایئر پورٹ جانا بے کار ہے کیونکہ آپ کا جہاز تو چلا گیا ہوگا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات سن کر ارشاد فرمایا:

''ڈاکٹر صاحب آپ بھی مجذوب آدمی ہیں، جہاز کو ابھی دیر ہے''

ہم نے عشاء کی نماز پڑھی، پھر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا چائے اور پھل وغیرہ لے آؤ، حضرت مجھے چائے پلا رہے ہیں اور فروٹ بھی کھلا رہے ہیں اس طرح رات کے دس بج گئے، پھر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ڈاکٹر صاحب سے فرمایا کہ محمد یوسف کو کہیں مولانا فداء الرحمٰن صاحب کو ایئر پورٹ پہنچا آئے، ڈاکٹر صاحب نے ہنستے ہوئے کہا کہ حضرت جہاز تو اب کراچی پہنچنے والا ہوگا، ۹ بجے اس کی پرواز تھی، اب جانے کا کیا فائدہ؟ پھر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''ڈاکٹر صاحب آپ تو مجذوب آدمی ہیں جہاز ان کو لے کر جائے گا۔''

مجھے محمد یوسف صاحب ایئرپورٹ لے گئے، ساڑھے دس بج رہے تھے، ایئرپورٹ کے باہر کوئی نہیں تھا، اس دور میں جہاز بھی کم چلا کرتے تھے، میں جیسے ہی ٹکٹ لے کر لاؤنج میں پہنچا تو اعلان ہوا کہ کراچی جانے والے مسافر حضرات جہاز پر تشریف لے جائیں۔ عملے کے ارکان نے مجھ سے کہا کہ مولانا صاحب جلدی آئیں معلوم ہوتا ہے کہ جہاز آپ کے لئے رکا ہوا تھا۔ بظاہر فلائٹ مؤخر ہونے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ سبحان اللہ

(۶) ایک مرتبہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ضلع مانسہرہ حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر فاتحہ پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے، ساتھی جان بوجھ کر ایک سردار کی قبر پر لے گئے اور کہا کہ یہ حضرت ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جب مراقبہ کیا تو فرمایا آپ لوگوں نے شرارت کی ہے، کس گدھے کی قبر پر مجھے لے آئے ہو، انہوں نے کہا کہ حضرت ہم نے سنا تھا کہ آپ کو کشف ہوتا ہے، ہم نے جان بوجھ کر یہ معلوم کرنے کے لئے اس طرح کیا ہے کہ آیا واقعی آپ کو کشف ہوتا ہے۔ ہم آپ سے اس حرکت پر معافی چاہتے ہیں۔ پھر حضرت ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر تشریف لے گئے اور فاتحہ پڑھی، مراقبہ کیا پھر فرمایا

"ماشاءاللہ! بہت ہی اچھی حالت میں ہیں۔"

(۷) حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو احباب علاج کی غرض سے ایبٹ آباد لے گئے تھے، میں کراچی سے حضرت کی خدمت میں ایبٹ آباد پہنچا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت کافی بہتر تھی۔ لیکن میرے دل میں انقباض بہت زیادہ تھا، میں نے عرض کیا کہ حضرت میرے دل میں انقباض کی کیفیت ہو رہی ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً فرمایا:

"کبھی آپ حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گئے ہیں؟"

میں نے عرض کیا کہ: نہیں!

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"حاجی نادل خاں سے کہیں وہ مشتاق ڈرائیور سے کہے کہ وہ آپ کو بالاکوٹ شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی مزار پر لے جائے، وہاں جا کر آپ فاتحہ پڑھیں۔"

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر میں بالاکوٹ روانہ ہوا، حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر پہنچتے ہی دل کا انقباض ختم ہو گیا اور دل میں سکون کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ واپسی پر حضرت رحمۃ اللہ

علیہ نے فرمایا کہ:

''ہمارا عقیدہ ہے کہ شہداء حیات ہیں اور
وہ آپ کے وہاں نہ جانے کو محسوس فرمارہے تھے۔''

پھر میں حضرت سے اجازت لیکر واپس کراچی آ گیا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی دنیا سے بے رغبتی

حاجی محمد علی صاحب ہالیپوتہ سندھ والے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں سے تھے، ایک مرتبہ وہ حضرت کی خدمت میں خان پور آئے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضرت میرپور خاص کے قریب اسّی ایکڑ زمین ہے جس میں چالیس ایکڑ کے رقبے میں باغ ہے اور بقیہ زمین بھی آباد ہے، وہ زمین میں آپ کے لئے خرید لیتا ہوں اور پھر اس کی دیکھ بھال بھی میں خود کروں گا اور اس کی آمدن کا نصف حصہ میں اپنے قرضہ میں وصول کرتا رہوں گا اور بقیہ آمدن کا نصف حصہ آپ کی خدمت میں پیش کردیا کروں گا اس لئے کہ آپ کا بڑا کنبہ ہے اور اخراجات بھی زیادہ ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی بات سن کر ارشاد فرمایا کہ

''حاجی صاحب مجھے زمینوں کی ضرورت نہیں ہے، آپ کی ہمدردی کا شکریہ۔''

سردار غلام قادر خان حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خاص معتقدین میں سے تھے، ابتداءً دین کی طرف راغب نہیں تھے بعد میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی دعا و کرامات دیکھ کر مرتے دم تک حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے خاص انس و عقیدت پیدا ہوگئی تھی۔

ڈیرہ غازی خان کے علاقہ میں کچہ کی زمین بہت کم دام پر مل رہی تھی، پانچ ہزار روپے میں ایک مربع (پچیس ایکڑ) مل رہا تھا۔ خان صاحب کا ارادہ ہوا کہ وہاں پر آٹھ دس مربع زمین لے لوں اور کچھ زمین حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لئے بھی لے لوں۔

خان صاحب نے جب اپنی اس خواہش کا اظہار حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے کیا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے انکار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

''مجھے زمینوں کا شوق نہیں ہے''

حالانکہ خان صاحب نے بھی یہی کہا تھا کہ میں اپنی رقم سے زمین لے لوں گا اور پھر آباد کر کے اپنا قرضہ واپس لے لوں گا اور زمین آپ کی ملکیت ہوجائے گی۔

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جود وسخا

(۱) حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لئے جب دستر خوان لگتا اور میزبان تمام چیزیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے دستر خوان پر رکھتے، دستر خوان پر جتنے مہمان ہوتے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سب سے پہلے ان کو پلیٹوں میں سالن وغیرہ ڈال کر دیتے اور بار بار ان سے فرماتے کہ اور کھائیں لیکن خود بالکل اخیر میں چند لقمے تناول فرمالیتے، صاحبِ خانہ جو پرہیزی کھانا حضرت کے لئے الگ تیار کرتے وہ بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ دوست و احباب میں تقسیم فرمادیتے، بعض مرتبہ اپنے ہاتھوں سے دوسرے ساتھیوں کے منہ میں لقمہ ڈال دیتے اور خود احادیثِ مبارکہ پڑھ پڑھ کر سناتے رہتے۔

(۲) حکیم حنیف اللہ صاحب مرحوم ملتان والے حضرت کے نہایت ہی عقیدت مندوں میں سے تھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لئے خاص یونانی قیمتی ادویہ بنا کر لاتے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ تھوڑا تھوڑا اپنی انگلی مبارک سے نکال کر تھوڑی تھوڑی وہ دوائی ساتھیوں کو کھلا دیتے، حکیم صاحب فرماتے حضرت یہ دوائی بڑی مشکل سے بنتی ہے اور بہت قیمتی ہے اور یہ خاص آپ کے لئے بنائی گی ہے، آپ اوروں کو کھلا دیتے ہیں، حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے حکیم صاحب اللہ تعالیٰ اور دے دیں گے اور ارشاد فرماتے کہ اللہ تعالیٰ دوسروں کو کھلانے میں خوش ہوتے ہیں۔

ایک حدیث پاک ارشاد فرمائی کہ ایک مرتبہ سفر میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اپنی بغل میں کھجوروں کی تھیلی اُٹھا رکھی تھی، آپ ﷺ نے پوچھا کہ بلال یہ کیا ہے؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ کھجوریں ہیں جو کل کے لئے میں نے بچا رکھی ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَا بِلَالُ اِنْفِقِيْ يُنْفِقِيْ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَلَا تُوْعِيْ فَيُوْعَى اللّٰهُ عَلَيْكَ

اے بلال (رضی اللہ عنہ) ان کھجوروں کو خرچ کرو اللہ تعالیٰ اور دیں گے اور انہیں چھپا کر نہ رکھو، اوپر سے آمد بند ہو جائے گی۔

اسوۂ رسول ﷺ کی پیروی میں بالکل آپ کی کیفیت ایسی ہی تھی۔ جب کوئی چیز آتی تو فوراً تقسیم فرماتے اور کل کے لئے نہ رکھتے۔

(۳) ایک مرتبہ لاہور میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نواب محمود خاں لغاری کے ہاں مہمان تھے، جب واپسی کے لئے روانہ ہونے لگے تو نواب صاحب نے دس ہزار روپے نذرانہ پیش کیا۔ کار میں حضرت

ساتھ ہم تین ساتھی تھی، راقم الحروف، مولانا محمد اجمل خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالرؤف ملک صاحب۔ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قاری محمد اجمل صاحب بیمار رہتے ہیں دوائی وغیرہ لینی ہوتی ہے چار ہزار روپے ان کو عنایت فرما دیئے اور پھر فرمایا کہ فداء الرحمٰن بھی بہت اچھا کام کر رہا ہے، کراچی سے آیا ہے، چار ہزار روپے مجھے دیدیے پھر فرمایا کہ مولوی عبدالرؤف بھی کافی کنبہ والا ہے بقیہ دو ہزار روپے ان کو دیدیے، اس طرح وہ دس ہزار روپے اسی وقت تقسیم کر دئے اور اپنے لئے اس میں سے کچھ بھی نہ رکھا۔

جمادی الثانی ۱۴۰۰ھ میں حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ملک بھر کی دینی جماعتوں اور افغانستان کے مجاہد قائدین کو بھی بلایا اور اتحاد و اتفاق کے لئے قرآن و حدیث کا نہایت ہی پر اثر وعظ فرمایا جس میں بڑے بڑے علماء و صلحاء شریک تھے اور جامعہ کی طرف سے سب کو سفر خرچ دیا گیا بلا مبالغہ کئی سو علماء تھے سب کے لئے لفافے بنائے گئے جب میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لفافے لے کر گیا تو ہر لفافہ پر اس عالم کا نام لکھا ہوا تھا اور سفر خرچ بھی تو آپ پوچھتے کہ اس عالم کو کتنا سفر خرچ دیا مثلاً حضرت مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو، تو میں کہتا حضرت اتنے ہیں تو آپ فرماتے یہ تو تھوڑے ہیں پھر اپنی جیب میں بسم اللہ پڑھ کر ہاتھ ڈالتے اور کچھ رقم حضرت کے ہاتھ میں آجاتی، فرماتے یہ بھی ان کے لفافے میں ڈال دو، حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے، فرمایا یہ رقم ان کے لفافے میں ڈال دو، اسی طرح علماء اور بزرگوں کے لئے اپنی جیب مبارک سے رقم نکال نکال کر دیتے رہے اور میں لفافوں میں ڈالتا رہا۔

جب مجاہد، قائدین کی باری آئی تو ان کو سب سے زیادہ رقم نکال کر دی، جب حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے رقم دینی شروع کی تھی تو میں نے دیکھا کہ واسکٹ کی دونوں باہر کی جیبیں اور اندر کی جیبیں نوٹوں سے بھری ہوئی تھیں، معتقدین، مریدین آتے رہے، ہدیہ دیتے رہے، آپ جیب میں ڈالتے رہے پھر آخری رات میں تقسیم شروع ہوئی، رات بھر علماء الوداعی سلام کرتے رہے اور ہم وہ لفافے دیتے رہے جس میں جامعہ سے دی ہوئی رقم کے علاوہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک ہاتھوں سے دی ہوئی رقم بھی ہوتی تھی، یہاں تک کہ صبح کی نماز کا وقت ہو گیا میں نے بھی واپس کراچی جانا تھا، اجازت چاہی تو اب میرے سفر خرچ کے لئے حضرت نے جیبوں میں ہاتھ ڈالنا شروع کیا پھر فرمانے لگے کہ بیٹے مجھے تو پتہ بھی نہیں چلا جیبیں سب خالی ہو چکی ہیں، آپ گھر جائیں اور اپنی والدہ صاحبہ سے سفر خرچ لیتے جائیں۔

سبحان اللہ، یہ دو باتیں کہ کھانے پینے کی چیزیں بھی سب کو کھلا پلا دو اور رقم بھی جتنی ہے سب تقسیم کر دو، یہ سخاوت حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی سنت رسول اللہ ﷺ تھی، میرے محتاط اندازے کے مطابق اس وقت یعنی ۱۴۰۰ھ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً پچاس ہزار روپے کی خطیر رقم اپنی جیبوں سے علماء و صلحاء اور مجاہدین میں تقسیم فرمائی۔ سبحان اللہ

کسی کے سوال پر ''انکار'' کبھی نہیں فرمایا:

اس بات میں بھی سنت رسول اللہ ﷺ پیش نظر تھی۔ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مجھ سے بہت محبت تھی، جس کسی نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو کوئی درخواست پیش کرنی ہوتی وہ لکھ کر مجھے دیتے کہ آپ حضرت کے پاس لے جائیں انہیں یقین ہوتا تھا کہ فداء الرحمٰن درخواست لے جائے گا تو ضرور منظور ہوگی اور ایسا ہی ہوتا۔

میرے مشفق چچا جان حضرت مولانا عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ اکثر مالی تعاون کے لئے پرچہ لکھتے اور میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے جاتا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ جیب میں ہاتھ ڈال کر رقم نکال کر مجھے دے دیتے۔ زندگی میں کبھی یہ نہیں فرمایا کہ بار بار تم خط لاتے ہو کیا تمہارا یہی کام ہے اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ آج میرے پاس کچھ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی جیب کو ایسا بنایا ہوا تھا جیسا کہ کسی خزانہ کی تجوری ہو۔

حرمین شریفین کا ایک یادگار سفر

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حرمین شریفین سے والہانہ عقیدت

مجھے ۱۹۶۱ء میں حج مبارک کی خوشخبری بذریعہ قرعہ اندازی ملی۔ ہمارا گیارہ افراد کا قافلہ تھا، امیرِ کارواں والد ماجد حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ تھے اور والدہ صاحبہ، ہمشیرہ صاحبہ، راقم السطور، اہلیہ، چچا صاحب، حاجی احمد بخش صاحب سیجہ والے، مسعود احمد حجام، حضرت رحمہ اللہ کی بھانجی، اور نانی صاحبہ رحمہم اللہ اس قافلہ میں شامل تھے۔

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ جب یہ قافلہ بذریعہ ریل گاڑی خانپور سے روانہ ہوا تو حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو الوداع کہنے کے لئے ہزاروں افراد پلیٹ فارم پر پہنچ گئے۔

خیبر میل جب رُکی تو حضرت نے گاڑی کے ڈبّے میں دروازہ پر کھڑے ہو کر دعا شروع فرمائی، انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا ہجوم تھا، ریل گاڑی کو کافی دیر تک روک دیا گیا، باقاعدہ لاوَڈ اسپیکر لگائے گئے، مسلسل پون گھنٹہ تک حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی دعا ہوتی رہی۔

حضرت نے دورانِ دعا ارشاد فرمایا

''یہ حج کا سفر ہار جیت کا سفر ہے، کچھ لوگ وہاں سے جیت کر آتے ہیں اور کچھ ہار کر آتے ہیں، دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حج قبول فرمائے۔''

پھر فرمایا ''جو آنکھیں مدت سے شان والے بیت اللہ کے دیکھنے کے لئے بے تاب تھیں، روضۂ رسول اللہ ﷺ (جہاں صبح و شام روزانہ ستر ہزار فرشتے آکر درود سلام پڑھتے ہیں) کے دیدار کے لئے تڑپ رہی تھیں، اب ان آنکھوں کی ٹھنڈک کا وقت قریب آ رہا ہے، کبھی نظریں بیت اللہ پر پڑیں گی، کبھی حجرِ اسود کو بوسہ دیں گے، کبھی حطیم میں نوافل پڑھیں گے، کبھی ملتزم میں خانہ کعبہ سے اپنا سینہ لگا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگیں گے۔ کبھی مقامِ ابراہیم علیہ السلام پر دُعا کریں گے کبھی آبِ زمزم پی کر قلب و جگر کو راحت پہنچائیں گے، کبھی صفا و مروہ کے درمیان چکر لگا کر حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی یاد تازہ کریں گے، کبھی عرفات پہنچ کر رحمتِ خداوندی کا نظارہ کریں گے، کبھی رات کو مزدلفہ میں ذکر اللہ سے اپنے رب کو راضی کریں گے۔ قربانی کر کے سنت ابراہیمی کو زندہ کریں گے، شیطانوں کو کنکریاں مار کر ہمیشہ کے لئے جہنم کی آگ کو ٹھنڈا کریں گے اور پھر اللہ کے گھر میں پہنچ کر اس کے گھر کا بار بار طواف کریں گے۔

لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ.

ہر طرف سے لبیک کی آواز گونج رہی تھی، گاڑی میں بیٹھے ہوئے مرد عورتیں حضرت کی اثر انگیز دعا کو سن کر محظوظ ہو رہے تھے۔ بہت سے لوگوں کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور زبانِ حال سے کہہ رہے تھے کاش! ہمارے لئے بھی روضۂ رسول ﷺ سے بلاوا آ جائے اور ہم بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دربار میں پہنچ کر زندگی بھر کے گناہ معاف کرالیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کرتے ہوئے فرمایا اور پھر حج کر کے پاک صاف ہو کر مدینہ منورہ روانہ ہوں گے۔

اور راستہ بھر درود شریف ورد زبان ہوگا اور دل میں محبت رحمۃ للعالمین ﷺ موجزن ہوگی۔ مدینہ منورہ بھی شان والا، آپ ﷺ کا منبر بھی شان والا، (شان والے نبی نے فرمایا وَ مِنْبَرِیْ عَلٰی

حوض ، یہی میرا شان والا منبر حوض پر ہوگا، یہی شان والا منبر جنت میں بھی ہوگا)، آپ ﷺ کی محراب بھی شان والی، آپ ﷺ کی مسجد بھی شان والی، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّة

میرے حجرے شریف اور منبر شریف کے درمیان جو جگہ ہے یہ جنت کا ٹکڑا ہے اور فرمایا جو میری اس مسجد میں ایک نماز پڑھے گا، اسے پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملے گا۔ آپ کا حجرہ مبارک شان والا، مسجد شان والی، احد پہاڑ شان والا، جنت البقیع شان والی، وہاں کے رہنے والے شان والے، وہاں صلوٰۃ وسلام پڑھنے والے شان والے، وہاں کے درودیوار شان والے، وہاں کے درخت، پتھر ہر ایک چیز شان والی۔ دعا کرو اللہ تعالیٰ سب کو وہاں کی حاضری اور وہیں کی موت نصیب فرمائے۔ (آمین)

گاڑی نے آہستہ آہستہ چلنا شروع کیا، زائرین معتقدین گاڑی کے ساتھ ساتھ پلیٹ فارم کے آخر تک نعرۂ تکبیر...... اللہ اکبر، نعرۂ رسالت ..... محمد رسول اللہ، اسلام ...... زندہ باد، حضرت درخواستی...... زندہ باد کے نعروں کی گونج میں گاڑی کے ساتھ ساتھ چلتے رہے۔ اس دوران حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنی جگہ پر بیٹھ کر نعت رسول اللہ ﷺ پڑھ رہے ہیں، ہم بھی آپ کے ساتھ رو بھی رہے ہیں، پڑھ بھی رہے ہیں:

عَرَجَ النَّبِيُّ عَلَى السَّمَآء
ہمارے نبی ﷺ نے آسمانوں پر معراج کیا

بَلَغَ الْعُلٰى بِكَمَالِهٖ
اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ کمالات کے ذریعہ بلند مقام پر فائز ہوئے

عَيِّيَ اللِّسَانُ مِنَ الثَّنَا
آپ ﷺ کی تعریف سے زبان عاجز ہے

كَشَفَ الدُّجٰى بِجَمَالِهٖ
جس نے نور ہدایت کے جمال سے شرک وبدعت کے اندھیرے ہٹا دیئے

مَثَلُ الْحَبِيْبِ اِذَا اَتٰى
جب حبیب خدا ﷺ تشریف لائے اور جلوہ افروز ہوئے

حَسُنَتْ جَمِيْعُ خِصَالِهٖ
آپ ﷺ کی تمام عادات مبارکہ حسین و جمیل تھیں

صَلّٰے عَلَیْہِ اِلٰھُنَا

اُن پر ہمارے اللہ تعالیٰ درود و سلام بھیجتے ہیں

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

تم بھی آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر درود و سلام پڑھا کرو

مُشْتَاق دِیْدَارِ خُدا

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ

وَاللَّیْلِ مُوْرُخْ وَالضُّحٰی

کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

مَحْبُوْب دَرْگہِ کِبْرِیَا

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ

نَامَشْ مُحَمَّدْ مُصْطَفٰی

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

دِیْرُوْز دَرْبُسْتَانِ سَرَا

سب طوطیانِ خوش نوا

کہتی تھیں نعتِ مصطفیٰ ﷺ

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ

قمری بھی اپنے ذوق میں

ڈالی تھی گردن طوق میں

کہتی تھیں اپنے شوق میں

کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

بلبلیں سب سو بسو

لے لے کے ہر ایک گل کی بو

کہتی تھیں باہم گفتگو

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ

چڑیوں کے سن کر چہچہے
آدم بھلا کیوں چپ رہے
لازم ہے اس کو یوں کہے
صَلُّوا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

نعت رسول ﷺ پڑھنے کے بعد سفر کے آداب بیان فرمارہے تھے کہ اس اثناء میں ریل گاڑی رحیم یار خان اسٹیشن پہنچی، اسٹیشن پر زائرین کا ہجوم حضرت کی زیارت کے لئے بے تاب تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پھر دروازے پر کھڑے ہوکر دعا شروع فرمائی، گاڑی نے آہستہ آہستہ چلنا شروع کیا، دعا ہوتی رہی، نعرے لگتے رہے۔ جس اسٹیشن پر گاڑی رکتی لوگ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے بے تاب نظر آتے۔ صادق آباد ڈھرکی اور پھر جب گاڑی روہڑی اسٹیشن پر پہنچی تو رات کے گیارہ بج رہے تھے، اسٹیشن پر سکھر، جیکب آباد، کندھ کوٹ، پنوں عاقل، شکار پور، لاڑکانہ، بانجی شریف، امروٹ شریف، ہالیجی شریف سے ہزاروں کی تعداد میں معتقدین و زائرین پہنچے ہوئے تھے، کچھ احباب کھانا بھی لائے ہوئے تھے، کوئی پھل فروٹ لائے ہوئے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دعا شروع فرمائی اور رو رو کر یہ شعر پڑھے:

کے بود یارب کہ رو در یثرب و بطحا کنم
گاہ بمکہ منزل گاہ در مدینہ جا کنم
آرزوئے جنۃ الماویٰ بروں کردم ز دل
جنتم ایں بس کہ درخاک درت ماوا کنم

یااللہ وہ دن کب آئے گا کہ میرا رخ حرمین شریفین کی طرف ہوگا، کبھی مکہ مکرمہ میں قیام کروں گا، کبھی مدینہ منورہ میں زندگی بسر کروں گا۔ جنت الماویٰ کی آرزو دل سے نکال دی ہے۔ بس میرے لئے تو یہی جنت ہے کہ آپ کے درِ اقدس پر ٹھکانہ بنالوں۔

کراچی پہنچنے پر اکثر کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

وعدہ وصل چوں شود نزدیک
آتش عشق تیز تر گردد

بالآخر وہ وقت سعید آ پہنچا کہ ہم حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سفینہ حجاج (بحری جہاز) پر پہنچ گئے۔ جہاز کی روانگی کے وقت عجب سماں تھا، ہزاروں عقیدت مند ہاتھ ہلا ہلا کر ہمیں رخصت کر رہے تھے اور جہاز میں قاری شیخ عبدالباسط مرحوم کی تلاوت کیسٹ کے ذریعے سنائی جارہی تھی، اس وقت خوشی سے آنکھوں سے آنسو رواں تھے، چہروں پر بشاشت تھی، دل کی کیفیت ایسی تھی جیسے ہم جنت الفردوس کی طرف جارہے ہوں۔ سفینہ حجاج (بحری جہاز) میں اوپر مسجد تھی تقریباً ہر نماز کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ حج مبارک کے فضائل اور مسائل بیان فرماتے۔ مدینہ منورہ کے فضائل اور سرور کائنات ﷺ کی مبارک احادیث سناتے۔ وہاں موجود ہر آدمی کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے اور پورا وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہتے۔ وعظ و نصیحت سے دلوں کی ایسی صفائی ہوتی کہ بیان سے باہر ہے۔ مسلسل پانچ دن پانچ رات جہاز میں رہے اور حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ عجیب انداز میں بیان فرماتے رہے۔ مختصر طریق پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فرامین عالیشان میں سے چند ایک علمی نقاط اور دورانِ سفر کے حالات نذرِ قارئین کر رہا ہوں۔

فضائل مکہ مکرمہ:

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَّهُدًى لِّلْعَالَمِيْنَ فِيْهِ اٰيَاتٌ م بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ اِبْرَاهِيْمَ.

بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر ہوا، مکہ ہی میں ہے، برکت والا اور ہدایت ہے جہاں والوں کے لئے، اس میں نشانیاں ہیں واضح، جیسے مقام ابراہیم۔

وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا وَّلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً.

اور جو اس میں داخل ہو گیا اسے امن مل گیا اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا جو شخص قدرت رکھتا ہو اس کی طرف چلنے کی۔

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فضائل مکہ مکرمہ اور فضائل حج بیت اللہ کے بیان میں علامہ طاہر کردی کا اکثر حوالہ دیتے، فرمایا علامہ طاہر کردی فرماتے ہیں کہ بَكَّہ، جَبَلِ اَبِىْ قُبَيْسْ اور قُيُقَعَان دونوں پہاڑوں کے درمیان کا حصہ ہے اور کعبہ شریف ان دونوں پہاڑوں کے درمیان ہے۔ اور مکہ پورے شہر کا نام ہے۔ اس لئے بیت اللہ شریف اور طواف کی جگہ کو "بَكَّہ" کہیں گے اور باقی شہر کو مکہ کہتے ہیں، بیت اللہ شریف مقامِ جلال ہے اسی لئے اسکو "بَكَّہ" فرمادیا۔ "بَكَّہ" کے معنی

ہیں جہاں بڑے بڑے جابر و ظالموں کی گردنیں جھک جائیں اور متکبر عاجز ہو جائیں۔ مکہ کے معنی ہیں جہاں دنیا بھر کے لوگ کھنچے چلیں آئیں، یہ مبارک شہر دنیا بھر کے شہروں سے بزرگ و برتر ہے اور یہ شہر کرۂ ارض کے وسط میں ہے، اسی کو پھیلا کر کرۂ ارض وجود میں آیا ہے۔ علامہ طاہر کردی یہ بھی فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ دنیا کا دل ہے۔ مکہ مکرمہ کی نرالی شان ہے، اس مبارک شہر میں رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، امام الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ قیامت تک کے آنے والے انسانوں کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے، یہ مقدس شہر آپ ﷺ کا مولد بھی ہے اور یہی شہر ۵۳ سال تک آپ ﷺ کا مسکن بھی رہا۔

آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ سے بیحد محبت تھی، جب کفار کا ظلم وستم حد سے زیادہ بڑھ گیا تو مدینہ منورہ ہجرت کا حکم ہوا تو آپ ﷺ مکہ سے رخصت ہوتے وقت یہ ارشاد فرما رہے تھے ''اے مکہ! تو کتنی بلند شان والا ہے اور مجھے کس قدر محبوب ہے، اگر میری قوم مجھے یہاں سے نہ نکالتی تو میں تجھے چھوڑ کر نہ جاتا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ملتزم کے ساتھ اپنا سینہ مبارک لگاتے ہوئے یہ ارشاد فرما رہے تھے مَا اَحْسَنُ بَیْتُ رَبِّیْ میرے پروردگار کا گھر کتنا اچھا ہے، اے بیت اللہ اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تو میں تمہیں چھوڑ کر کبھی نہ جاتا۔ جبرئیل امین علیہ السلام اسی مبارک شہر میں سب سے پہلی وحی لے کر آئے۔ اسی شہر کو بلد الحرام اور بلد الامین عزت والا اور امانت والا شہر قرار دیا۔

بے شمار انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام رحمہم اللہ حج مبارک کے لئے یہاں تشریف لاتے رہے۔ اسی شان والے شہر میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یادگار ''زم زم'' ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَاءُ زَمْزَمْ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَآءٍ

زمزم کا پانی ہر بیماری کے لئے شفا ہے

یہاں پر ایک نماز پڑھیں تو ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے۔ اسی طرح آیاتِ بینات، مقامِ ابراہیم، حطیم، صفا اور مروہ اسی مبارک شہر میں ہیں۔ اس مبارک شہر میں روزانہ جنت سے ہوا کے جھونکے اور خوشبو آتی ہے، الحمد للہ اس فقیر نے مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران صبح وشام جنت کی ہوا اور خوشبو محسوس کی۔ اس مقدس شہر میں کفار کا داخلہ ہمیشہ کے لئے بند ہے، اسی طرح یہاں لڑائی جھگڑا، گالی گلوچ منع ہے، شکار کرنا منع ہے، اس مقدس شہر کو مقام امن بنایا گیا، یہاں تک کہ دجال کے داخلہ سے

دن شہر محفوظ رہے گا۔ اس مبارک شہر کے قبرستان جنت المعلیٰ سے قیامت کے دن ستر ہزار مبارک ہستیاں اٹھائی جائیں گی جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گی۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو مکہ مکرمہ میں حالتِ ایمان میں وفات پا گیا، گویا وہ آسمان اوّل پر فوت ہوا۔ اسی مبارک شہر سے آپ معراج شریف پر تشریف لے گئے۔ اس شہر کی سب سے اعلیٰ و ارفع شان یہ ہے کہ اس مقدس شہر میں "بیت اللہ شریف" ہے، جس کا حج فرض ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب سے بیت اللہ شریف تعمیر کیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے لوگوں میں حج کا اعلان فرمایا۔ اس وقت سے انبیاء وصحابہ واولیا، واتقیاء اطراف واکناف عالم سے سر سے برہنہ اور احرام پہنے ہوئے، عاجزی وانکساری کے ساتھ جوق در جوق پروانوں کی طرح بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے آ رہے ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک آتے رہیں گے۔

مکہ مکرمہ کے گلی کوچے لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ اور تکبیر تلبیہ کے ایمان افروز آوزوں سے گونج رہے ہیں۔ ہر سال لاکھوں انسانوں کو اللہ تعالیٰ اس بیت اللہ کی برکت سے رحمت کے سمندر میں غوطہ دے کر جہنم سے نجات دے رہے ہیں اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

فضائل حج بیت اللہ

وَلِلّٰـــهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلاً وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰه غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْن.

اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر، اس کے گھر کا حج کرنا جو شخص قدرت رکھتا ہو اس کی طرف چلنے کی اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ سارے جہاں سے بے نیاز ہے

عَنْ عَلِیٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ مَّلَکَ زَادًا اَوْ رَاحِلَةً تُبَلِّغُهٗ اِلٰی بَیْتِ اللّٰهِ فَلَمْ یَحُجّ فَلَا عَلَیْهِ اَنْ یَّمُوْتَ یَهُوْدِیًّا اَوْ نَصْرَانِیًّا

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے پاس اس قدر سامان اور سواری موجود ہو جو اس کو بیت اللہ شریف تک پہنچا سکے، پھر بھی وہ حج نہ کرے تو چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے۔

رسولِ مقبول ﷺ کا ارشاد ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس بات کی شہادت دینا کہ

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اس کے آخری رسول ﷺ ہیں اور نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان شریف کے روزے رکھنا اور حج بیت اللہ کرنا جس کو استطاعت ہو۔ شان والے نبی ﷺ نے حج مبارک کے بہت سے فضائل بیان فرمائے ہیں، جن سے دل میں حج کرنے کا بے حد شوق پیدا ہوتا ہے، ایمان کی حلاوت بڑھ جاتی ہے، جیسے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حج مقبول کا بدلہ جنت سے کم نہیں۔ نیز ایک اور حدیث شریف میں آیا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے حج کیا اور بدکلامی، بدگوئی اور فسق و فجور سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا تو وہ ایسا ہو جائے گا جیسا اس دن تھا، جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اتنی تعداد میں جہنم سے آزاد کرتے ہوں جتنا عرفہ کے دن۔

حج کے ایام میں نماز کی پابندی کرے، گناہوں سے سچی توبہ کرے، لڑائی جھگڑے سے دور رہے، حقوق العباد ادا کر کے جائے، کثرت سے تلاوت کیا کرے، فارغ اوقات میں ذکر اللہ جاری رکھے، کسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔

حج پر جانے والوں کے لئے ضروری ہے کہ جس طرح شریعت نے احکام بتلائے ہیں اسی طرح تمام ارکان ادا کرے۔ بعض لوگ فرض و واجب کا لحاظ نہیں کرتے اور دعاؤں پر زور دیتے ہیں، حالانکہ فرض و واجب کے چھوڑ دینے سے عمل نامقبول ہو جاتا ہے۔ جبکہ دعائیں نہ پڑھنے سے صرف ثواب میں کمی ہوتی ہے، خاص طور پر عورتوں کا مردوں کے ہجوم میں گھس جانا اور مردوں کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا، اس سے ان کو پرہیز کرنا چاہئے۔ دنیا بھر کے عام مسلمان دنیا کی قدر و منزلت کے لئے رات دن اس کام کو سیکھتے ہیں لیکن دینی مسائل خاص کر حج مبارک کے مسائل سیکھنے پر کوئی توجہ نہیں دیتے، جس سے آخرت میں نقصان ہوتا ہے۔ یہ احکم الحاکمین کا دربار ہے، یہاں پر آدمی اپنی ہستی کو مٹا کر آئے، یہاں کے آداب کا پورا پورا لحاظ رکھے، جو علماء حج کے دوران ساتھ ہوں ان سے حج و عمرہ کے مسائل معلوم کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا آنا منظور فرمائے۔ (آمین)

مقامِ ابراہیم

یہ وہی پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ شریف تعمیر فرمایا۔ رسول اللہ

ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حجر اسود اور مقام ابراہیم جنت کے یاقوتوں میں سے دو یاقوت ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب کعبہ شریف تعمیر فرما رہے تھے تو یہ پتھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے خود بخود اوپر نیچے ہوتا تھا اور آگے بڑھتا تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ آپ کے پاؤں ٹخنوں تک پتھر میں چلے گئے۔ جب آپ تعمیر سے فارغ ہوئے تو اس پتھر کو کعبہ شریف کے متصل باب کعبہ سے حجر اسود کی جانب رکھ دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین معاملات میں اللہ تعالیٰ کی طرف وحی سے میرے رائے کے موافق آئی، ان تین مقامات میں سے ایک یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گذارش کی کیوں نہ ہم اسے نماز کی جگہ مقرر کریں تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمان نازل فرمایا:

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلّٰى

یہی وجہ ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر خود رحمۃ للعالمین ﷺ نے کعبہ شریف کا طواف کیا اور پھر مقام ابراہیم کے پیچھے کھڑے ہو کر طواف کی دو رکعت ادا فرمائیں۔

عرفات:

اس مبارک میدان میں ہر سال دنیا بھر کے مسلمان ایک خاص دن میں جمع ہو کر عبادت اور ذکر الٰہی اور نہایت ہی عجز و انکساری کے ساتھ دعائیں کر کے اپنے مالک و خالق کا قرب حاصل کرتے ہیں اور استغفار کر کے اپنے گناہ معاف کراتے ہیں اور دنیا بھر کے مسلمانوں کا آپس میں تعارف بھی ہوتا ہے۔

عرفات کی وادی تقریباً دو میل ہے، اس میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس کو جبل رحمت کہتے ہیں۔ زوالِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک وقوف کرنا ہے۔ ظہر، عصر ظہر کے وقت پڑھنا ہے اور اس کے بعد سے مغرب تک کثرت سے اپنی مغفرت اور پوری امت کی مغفرت کے لئے دعائیں کرنی ہیں۔

دعاؤں میں چوتھا کلمہ اور

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِىْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِىْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْم.

اور استغفار کثرت سے کرے۔

مزدلفہ:

غروب ہوتے ہی عرفات سے مزدلفہ جانا ہے وہاں پہنچ کر مغرب عشاء عشاء کے وقت میں پڑھنا ہے اور ۱۰ ذوالحجہ کی صبح کی نماز اوّل وقت میں پڑھ کر دعا میں مشغول رہنا ہے۔

منیٰ:

سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ جانا ہے۔ منیٰ میں پہنچ کر پہلا کام جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنا، پھر قربانی کرنا، قربانی کے بعد حلق کرانا، پھر طوافِ زیارت کے لئے جانا ہے۔ پھر ۱۱، ۱۲ ذوالحجہ کو رمی جمرات اور ذکر اللہ میں مشغول رہنا ہے۔ مکہ مکرمہ کے بقیہ دن نہایت ہی ہمت سے گذارے، نماز باجماعت ادا کرے، کثرت سے تلاوت کرے، طواف کرے، دعائیں کرے، لڑائی جھگڑے سے محفوظ رہے۔

مدینہ منورہ کی عظمت

حج مبارک سے فارغ ہو کر حجاجِ کرام مدینہ منورہ جاتے ہیں۔ مکہ مکرمہ مقامِ جلال ہے، حرم مکہ میں دل پر عظمت اور دبدبہ طاری رہتا ہے، ہر طرف پہاڑ ہیں، بے آب و گیاہ صحرا ہیں لیکن مدینہ منورہ مقامِ جمال ہے۔ مدینہ منورہ کے اردگرد چشمے اور باغات ہیں اور سبزہ وشادابی ہے، انوار ہی انوار ہیں، رحمت ہی رحمت ہے۔ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کی اس شہر میں تشریف آوری پر اس کو مدینۃ الرسول بنایا اور اب زیارت گاہ عالم بنا دیا۔

قدم ہیں ارضِ طیبہ میں پڑنے والے
سنبھالے آج کوئی مجھ کو سنبھالے
مدینہ کی گلیاں ہیں اور سیر جنت
بلا سے جو پڑ جائیں تلووں میں چھالے
گنہگار ہوں اور فقط یہ آسرا ہے
کہ دامنِ رحمت میں کوئی مجھ کو چھپالے

راستہ بھر ایسی کشش ہوتی ہے جس کو انسان بیان نہیں کر سکتا۔ زبان پر درود شریف جاری رہتا ہے، آنکھوں سے آنسو بہتے رہتے ہیں۔ جوں ہی گنبدِ خضرا نظر آتا ہے سفر کی تھکاوٹ اور بے چینی ختم ہو جاتی ہے اور سکون واطمینان قلب حاصل ہوتا ہے اور کیوں نہ ہو اس لئے کہ جب امتی رحمۃ للعالمین ﷺ کے مبارک قدموں میں پہنچ جاتا ہے تو رحمت کی چادر میں اس کو ڈھانپ لیا جاتا ہے۔

مسجد قباء:

مدینہ منورہ سے کچھ پہلے مسجد قباء اسلام کی اوّلین مسجد ہے۔ حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے جب قباء پہنچے تو اہل قباء نے خوش آمدید کہا اور آپ ﷺ سے سفر ہجرت کی پوری تفصیل سنی۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ مل کر مسجد کی بنیاد اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھی، جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے اور وہ آیت مبارکہ مسجد کی محراب پر بھی لکھی ہوئی ہے:

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ

اے پیارے رسول (ﷺ) اس مسجد کی بنیاد پہلے دن سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔

اس کا زیادہ حق ہے کہ آپ ﷺ اس میں قیام کریں، اس مسجد میں لوگ آکر طہارت و پاکیزگی کے طلبگار ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی پاکیزہ لوگوں کو محبوب رکھتے ہیں۔

مسجد قبا میں نماز کی فضیلت:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص گھر سے پاک صاف ہو کر نکلا اور مسجد قباء میں دو رکعت نماز پڑھی اسے اللہ تعالیٰ عمرہ کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ رحمۃ للعالمین ﷺ خود بھی مدینہ منورہ سے چل کر یہاں تشریف لایا کرتے تھے اور نماز پڑھتے تھے۔ بڑے دروازہ پر لکھا ہوا ہے یہ قبۃ الثنایا ہے جو حضور ﷺ کی جائے نماز ہے، جو ہماری شفاعت فرمائیں گے۔

مسجد قبا کے قریب بیئر اریس (کنواں) ہے جس کا پانی کھارا تھا حضور ﷺ نے اپنا لعاب مبارک اس کنوئیں میں ڈالا تو اس کا پانی میٹھا ہو گیا۔

مسجد جمعہ:

قباء سے مدینہ منورہ جاتے ہوئے راستہ میں مسجد جمعہ ہے جہاں حضور ﷺ نے نماز جمعہ ادا فرمائی۔

مسجد نبوی، حرم نبوی ﷺ:

حجاج کرام مسجد نبوی ﷺ میں چالیس نمازیں ادا کرنے کے لئے مدینہ منورہ آتے ہیں تو نہایت ہی محبت و ادب سے حرمِ نبوی میں حاضر ہوتے ہیں جہاں حضور ﷺ کی قیامگاہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مبارک ہے، جہاں آپ ﷺ کا منبر مبارک ہے، جہاں آپ ﷺ کی محراب مبارک ہے، جہاں آپ ﷺ کا مصلےٰ مبارک ہے، جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا بَيْنَ بَيْتِىْ وَمِنْبَرِىْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِىْ عَلٰى حَوْضِ

''میرے حجرے اور منبر کے درمیان جو ٹکڑا ہے یہ جنت الفردوس
کا ٹکڑا ہے اور یہ میرا منبر قیامت کے دن میرے حوضِ کوثر پر ہوگا''

جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جنت کے پتھر حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم عطا ہوئے تھے، اس طرح ہمارے پیارے نبی ﷺ کو باغِ جنت کا یہ ٹکڑا عطا ہوا۔ سبحان اللہ

اسی حرمِ نبوی میں سب سے پہلے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی تھی، جو آئے نماز کی طرف وہ آئے نجات کی طرف۔ اب دن میں پانچ مرتبہ دنیا بھر کی مساجد سے یہ اذان گونجتی ہے اور یہ آواز پوری فضا میں پھیل کر قیامت تک سنائی دیتی رہے گی۔ حرمِ نبوی وہ مقام ہے جہاں حضور ﷺ پر سب سے زیادہ وحی نازل ہوئی۔ سبحان اللہ۔

جس مسجد مبارک کی تعمیر میں خود آپ ﷺ نے اینٹ گارا اٹھایا تھا، آج وہ دنیا کی سب سے بڑی عظیم الشان مسجد بن چکی ہے جہاں لاکھوں مسلمان بیک وقت نماز ادا کر سکتے ہیں۔ یہ وہی مسجد ہے جس کے بارے میں رحمۃ للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد انبیاء کی آخری مسجد ہے، جہاں ایک نماز کا ثواب ایک ہزار نماز کے برابر ہے اور ایک روایت سے پچاس ہزار ثابت ہے۔

اسی مسجد میں روضہ اطہر ﷺ ہے جہاں آپ ﷺ آرام فرما رہے ہیں، وہ جگہ جو آپ ﷺ کے جسدِ اطہر کو لگ رہی ہے وہ بیت اللہ شریف سے بھی افضل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ لامکان ہے اور یہ ان کے محبوب کی قیام گاہ ہے۔

حرمِ نبوی میں اکثر اوقات شمع رسالت کے پروانے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپ ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن پاک سنتے، احادیث مبارک سنتے اور ان کی کیفیت یہ ہوتی جب آپ ﷺ ارشاد فرماتے سب خاموش بیٹھتے، جب کسی کام کا حکم فرماتے سب تعمیل کے لئے دوڑ پڑتے، جب کسی کام سے روکتے تو فوراً رک جاتے، جب آپ ﷺ وضو فرماتے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وضو کا پانی اپنے ہاتھوں میں لے کر اپنے چہروں پر مل لیتے اور ہر وقت ہر صحابی کی زبان پر

فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ

میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ ﷺ

کے مبارک کلمات ہوتے۔ حرمِ نبوی ہی میں اخلاقِ حسنہ کی تربیت کی جاتی، یہیں پر آپ ﷺ عدالت لگا کر مسلمانوں کے معاملات کے فیصلے فرماتے۔ اسی حرمِ پاک میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

اجمعین کو تاکید فرمائی:

تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّتِیْ

فرمایا میں جارہا ہوں لیکن تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں جب تک تم ان دونوں چیزوں کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے، ایک کتاب اللہ، دوسری سنت رسول اللہ ﷺ

یہی حبل اللہ المتین ہے، یہی صراط مستقیم ہے، یہی روشنی اور نور ہے۔ نیز فرمایا:

عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ

میرے طریقے کو میرے خلفائے راشدین جو کہ ہدایت یافتہ ہیں کے طریقے کو مضبوطی سے تھامے رکھو

چبوترہ اصحابِ صفّہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

ہم ستّر کے قریب ایسے صحابہ تھے جو ہر وقت حضور ﷺ کی صحبت میں رہ کر علم دین حاصل کرتے۔ آپ ﷺ جو ارشاد فرماتے ہم اسے یاد کرتے۔

چبوترہ کی دیواروں میں کھونٹیاں لگی ہوئی تھیں، وہاں کچھ اصحاب کھجور کے خوشے لٹکا دیتے، ہمیں جب بھوک ستاتی تو ہم وہ کھجوریں اُتار کر کھا لیتے اور اوپر سے پانی پی لیتے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا کہ میں بھوک کی وجہ سے بے ہوش ہو کر گر جاتا، لوگ مجھے پھلانگ کر چلے جاتے وہ سمجھتے کہ اس کو مرگی کا دورہ ہے لیکن مجھے مرگی کا دورہ نہ ہوتا بلکہ میں بھوک کی وجہ سے بیہوش ہو جاتا، مجھے شرم آتی کہ میں پیٹ کی خاطر اپنے پیارے نبی ﷺ کے صفہ والے درس کو چھوڑ دوں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ سرورِ دو عالم ﷺ مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہوئے تو دیکھا وہاں دو حلقے ہیں، ایک میں لوگ عبادت و ذکر میں مشغول ہیں اور دوسرے حلقے میں قرآن و حدیث کی تعلیم ہو رہی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کِلَا کُمَا عَلٰی خَیْرٍ — تم دونوں اچھا کام کر رہے ہو

البتہ ایک کا کام بہتر ہے، جو لوگ عبادت میں مصروف ہیں اور اللہ تعالیٰ سے مانگ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے چاہے دے یا نہ دے۔ البتہ جو علم حاصل کر رہے ہیں وہ جہالت دور کر رہے ہیں اور فرمایا:

اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا   مجھے اللہ تعالیٰ نے معلم بنا کر بھیجا ہے

یہ ارشاد فرمایا آپ ﷺ اسی حلقہ میں بیٹھ گئے۔ سرورِ دو عالم ﷺ صفہ کی درسگاہ کی خودنگرانی فرماتے اور طالب قرآن وحدیث کی خوراک کا انتظام فرماتے۔

ایک مرتبہ اصحابِ صفہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

''یہ جنتی لوگ ہیں۔''

حجرہ سیدہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

جہاں سید دو عالم ﷺ آرام فرما ہیں۔ ان کے ساتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پھر ان کے ساتھ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسے چاند کے ستارے نور برسا رہے ہیں۔ یہی وہ حجرہ مطہرہ ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی اور زوجہ محترمہ کے حجرے میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی یہی وہ حجرہ مطہرہ ہے جہاں ایک مرتبہ سرور دو عالم ﷺ محو استراحت ہیں۔ رات کے ایک حلقے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کروٹ بدلی تو آپ ﷺ کو بستر پر نہ پایا، فرماتی ہیں کہ تلاش کرنے پر پتہ چلا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہیں اور دعائیں مانگ رہے ہیں۔ ایک موقع پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام گناہوں سے پاک نہیں بنایا، آپ ﷺ کو اتنی عبادت کرنے کی کیا ضرورت ہے، آپ نے ارشاد فرمایا ''اے عائشہ! کیا میں اپنے رب کا شکر گذار بندہ نہ بنوں۔''

آپ ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو محبت سے حمیرا کے نام سے پکارتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ محبوب رب العالمین کی محبوب زوجہ مقدسہ جن کی عصمت و پاکدامنی اور عظمت میں اللہ تعالیٰ نے پورے دو رکوع قرآن مجید میں نازل فرمائے جنہیں اربوں امتی قیامت تک پڑھتے رہیں گے۔

سرور دو عالم ﷺ کی حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بے انتہا محبت:

بیماری کی حالت میں آپ ﷺ نے تمام ازواج مطہرات کو جمع فرمایا اور کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں بقیہ زندگی کے ایام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ میں گزاروں سب نے اجازت دی چنانچہ روایت سے ثابت ہے کہ آخر وقت میں جب آپ ﷺ کی زبان مبارک پر

اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی   اے اللہ! اب میں آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں

تھا اور گود بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور حجرہ مقدسہ بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا تھا۔ یہی وہ حجرہ مطہرہ ہے جس کے بارے میں سرورِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا اِذَا بُعِثُوْا

جب قیامت کے دن لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھائے جائیں گے میں تمام لوگوں سے پہلے اپنی قبر سے اٹھوں گا اور یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مطہرہ ہی ہوگا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک خواب:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے تین چاند ٹوٹ کر آئے اور سیدھے ان کی جھولی میں آ کر گرے۔ اس کی تعبیر یہی ہے کہ ان کے حجرے مطہرہ میں جو عرش کی طرح اعلیٰ ہے واقعی تین ماہتاب عالم تاب خاتم النبیین ﷺ اور آپ کے دو اعلیٰ وزیر و مشیر، امت کے امیر آرام فرما ہیں۔ سبحان اللہ

ایک مرتبہ رحمۃ للعالمین ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مبارک حجرہ میں اپنی نعلین مبارکین گانٹھ رہے تھے چہرہ انور جو چاند سے زیادہ خوبصورت تھا پر مبارک پسینہ ٹپک رہا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نہ رہا گیا، دو شعر سنا دیے، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ

"اگر اہل مصر میرے محبوب کے حسن کا شہرہ سن پاتے تو حضرت یوسف علیہ السلام کی خریداری کے لئے کبھی اپنی پونجی نہ لٹاتے اور اگر زلیخا کی سہیلیاں میرے محبوب کی منور پیشانی کا جلوہ دیکھ لیتیں تو ہاتھ کاٹنے کے بجائے دل کے ٹکڑے کرنے کو ترجیح دیتیں۔"

حضرت عمر ابن العاص رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ آپ سب سے زیادہ دنیا میں کسے محبوب رکھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا "عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کو۔" انہوں نے پوچھا میری مراد ہے کہ مردوں میں سب سے زیادہ کس کو محبوب رکھتے ہیں؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے والد صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کو" سبحان اللہ

حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں رحمت کونین کے دو ساتھی:

گنبد خضرا کے نیچے حجرہ مطہرہ میں تینوں مبارک ہستیاں اس طرح قیام فرما ہیں کہ شمالی جانب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جن کے بارے میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے لیکن فرمایا لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا کا مرقد

مبارک ہے۔اس طرح کہ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا سر مبارک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سینے مبارک کے برابر آتا ہے، پھر آگے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مرقد مبارک ہے، اس طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سر مبارک حضور ﷺ کے سینہ مبارک کے برابر آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین ﷺ کی خصوصیات میں سے ایک یہ خصوصیت بھی ارشاد فرمائی کہ

وَاللّٰہُ یَعصِمُکَ مِنَ النَّاسُ

اللہ تعالیٰ قیامت تک آپ ﷺ کو لوگوں سے اپنی حفظ وامان میں رکھیں گے

حضرت سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ اس خصوصیت کی واضح دلیل ہے۔ حضرت نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب دیکھا جس میں حضور ﷺ نے نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ یہ دو کافر پریشان کر رہے ہیں۔ حضرت نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھے ہوئے ان کفار کے چہروں کو اچھی طرح یاد رکھا۔ مدینہ منورہ پہنچ کر دعوتِ عام کی اور فرمایا کہ کوئی آدمی دعوت میں آنے سے باقی نہ رہے، سب دعوت میں شریک ہوں۔ مدینہ منورہ کی ساری آبادی کے لوگ گذر گئے لیکن وہ چہرے نظر نہیں آئے۔ بادشاہ نے کہا کوئی رہ تو نہیں گیا، لوگوں نے کہا دو عابد وزاہد ہیں جو ہر وقت عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ان کو لاؤ، جب وہ لائے گئے تو بادشاہ نے انہیں فوراً پہچان لیا۔ ان کے گھر کا فرش اکھیڑا گیا تو ایک سرنگ حضور ﷺ کے حجرے شریف تک جا رہی تھی، یہ کافر تھے جو بھیس بدل کر بے حرمتی کے ناپاک ارادے سے آئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی بمع وزیرین مشیرین کے حفاظت فرمائی اور یہ دونوں کافر واصل جہنم کر دیئے گئے۔ سبحان اللہ

مقام جبرائیل:

یہ وہ جگہ ہے جہاں جبرائیل امین اکثر وحی لے کر آتے، اسی لئے اس جانب کا دروازہ بابِ جبرئیل کہلاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

''جبرئیل امین کو میں نے ان کی اصلی شکل میں دو مرتبہ دیکھا،

ایک مرتبہ انہوں نے اپنے دو پروں سے مشرق و مغرب کو پُر کیا ہوا تھا۔''

جبرئیل امین کو اللہ تعالیٰ نے چھ سو پر عطا فرمائے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے کہا ''اے جبرئیل امین! اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تجھے ذِیۡ قُوَّۃٍ (بڑی طاقت والا) کہا ہے، ذرا اپنی طاقت کے کرشمے بتائیے تو جبرئیل امین گویا ہوئے ''اے پیارے رسول ﷺ! اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت لوط علیہ

السلام کی قوم کو تباہ کرنے کا حکم فرمایا تو میں نے اپنے ایک پَر سے پوری قوم حضرت لوط علیہ السلام کو جو کئی شہروں میں پھیلی ہوئی تھی، زمین سے اُٹھایا اور آسمانِ اوّل کے قریب لے جا کر الٹ دیا۔"

کبھی حضرت جبرئیل امین علیہ السلام انسانی شکل میں آئے، جیسے ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کو حیرت زدہ کر دیا تھا، جب سب صحابہ نے حضرت جبرئیل کو پہلی مرتبہ ایک آدمی کی شکل میں دیکھا تھا۔ پھر سوالات و جوابات کو بھی سنا جو حدیث جبرائیل (ام السنۃ) کے نام سے مشہور ہے۔

رمضان المبارک خاص طور پر حضور ﷺ کے ساتھ قرآن پاک کا دور کرتے۔ مقامِ جبرائیل میں اللہ تعالیٰ سے جو دعا کی جائے قبول ہوتی ہے۔ سبحان اللہ

روضۂ مبارک:

ادب گاہیست زیر آسماں کہ از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

یہاں وہ ہستی آرام فرما ہے کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰن اور جن کے دل مبارک پر پورا قرآن مجید اترا۔

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدُ الْبَشَر
مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَر
لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ
بَعْد اَزْ خُدَا بُزُرگ تُوئِیْ قِصَّه مُخْتَصَر

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِيْ
وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدَ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرًّا مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

درفشانی نے تری قطروں کو دریا کردیا
دل کو روشن کردیا آنکھوں کو بینا کردیا
جو خود نہ تھے راہ پر وہ اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
وہ مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
وہ بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
وہ مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا
اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اِک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

مواجہ شریف میں باادب کھڑے ہوکر صلوٰۃ وسلام نہایت ذوق وشوق ومحبت سے پیش کیا جاتا ہے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْن
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْن
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَاتَمَ النَّبِیّٖن

میں آپ ﷺ کی بارگاہِ رسالت مآب میں شفاعت کی امید لے کر آیا ہوں، یارسول اللہ ﷺ آپ سب سے افضل واعلیٰ ہیں، آپ ﷺ کا اسوہ حسنہ ہمارے لئے راہِ نجات ہے۔ یارسول اللہ ﷺ! ہم لوگ گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول کی حیثیت سے اپنے رب کا پیغام پوری دنیا تک پہنچادیا۔

صلوٰۃ وسلام اونچی آواز سے نہ پڑھے بلکہ نہایت ہی دھیمی آواز میں پڑھے اور دل میں یہ دھیان رکھے کہ میرے آقا میرا سلام سن رہے ہیں اور مجھے جواب مرحمت فرمارہے ہیں اور خوب جی بھر کر اپنے لئے اور اپنے اہل خانہ اور پورے عالمِ اسلام کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگے۔ یقیناً ایسی پاکیزہ مقدس جگہوں پر دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

ایک عاشق مواجہ شریف پر حاضر ہوا، فارسی میں شعر پڑھا اور اس کا ترجمہ یوں ہے:

''جب تو اپنے محبوب کے دروازے پر پہنچے تو اپنی بے قرار جان
اس کے حوالے کردے، ہوسکتا ہے کہ پھر دوبارہ آنا نصیب نہ ہو''

بس یہ شعر پڑھا اور اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دے۔ سبحان اللہ

جبل احد:

غزوۂ بدر میں جب کفار کو شکست ہوئی اور ان کا غرور خاک میں مل گیا تو ابوسفیان دوسرے کفار سے مل کر غزوۂ بدر کا بدلہ لینے کے لئے سال بھر کوشش کرتا رہا، کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو مکہ مکرمہ میں تھے پوشیدہ طریقے سے حالات مدینہ منورہ پہنچاتے رہے۔ جس کی وجہ سے مدینہ منورہ میں حضور ﷺ نے بھی مسلمانوں کو تیار رہنے کا حکم فرمایا۔ معلوم ہوا کہ ابوسفیان ایک بڑا لشکر لے کر مدینہ منورہ کے قریب پہنچ گیا ہے۔

سرورِ دو عالم ﷺ نے صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا۔ کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا خیال تھا کہ مدینہ منورہ میں رہ کر مقابلہ کیا جائے اور کچھ کی رائے یہ تھی کہ مدینہ منورہ سے باہر نکل کر میدانِ جہاد میں کفار کے لشکر کو سبق سکھایا جائے۔

سرورِ دو عالم ﷺ حجرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں تشریف لے گئے اور تھوڑی ہی دیر میں واپس تشریف لائے تو آپ نے دوسری زرّہ پہن رکھی تھی اور دائیں پہلو میں تلوار لٹک رہی تھی، صحابہ کرام سمجھ گئے کہ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ سے باہر جا کر میدان میں مقابلہ کرنے کا ارادہ فرمالیا ہے۔

جب حضور ﷺ جبل احد کی طرف مجاہدین اسلام کے ساتھ روانہ ہوئے تو راستہ سے عبداللہ بن اُبی تین سو منافقوں کے ساتھ واپس مدینہ منورہ چلا گیا۔ جبل احد مدینہ منورہ کے مشرقی جانب چھ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ آپ ﷺ نے دو چشموں کے درمیان پڑاؤ کیا اور آپ ﷺ کی پشت کی جانب جبل احد تھا۔ حضور ﷺ مجاہدین کی صفیں درست فرما رہے تھے، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسلمانوں کے لشکر کا علَم دار مقرر کیا۔ سات سو مسلمان مجاہدین جن میں ۲۵ شہسوار تھے جن کی قیادت حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد تھی، ۵۰ مجاہدین کا دستہ جن کے قائد حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جن کو سرورِ دو عالم ﷺ نے گھاٹی پر مقرر فرمایا تھا، مقابلے میں تین ہزار کا لشکر تھا جن کے دائیں طرف ابن ابی جہل اور بائیں طرف خالد بن ولید تھے۔

مقابلہ شروع ہوا تو حضرت امیر حمزہ، حضرت علی، حضرت ابودجانہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے جانبازوں نے کفار کی صفیں درہم برہم کر دیں۔ کفار کے نو علَم دار یکے بعد دیگرے مارے گئے، کفار

کے پاؤں اُکھڑ گئے اور وہ بھاگتے دکھائی دیئے۔ گھاٹی والے مسلمان فتح کی خوشی میں پہاڑی سے نیچے اتر آئے، واپس جاتے ہوئے خالد بن ولید نے اس موقع کو غنیمت جان کر واپس پلٹ کر گھاٹی کی طرف سے حملہ کر دیا اور ادھر سے کفار بھی واپس پلٹ آئے۔ مجاہدین حضور ﷺ کی حفاظت کے لئے اکھٹے ہوگئے اور اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے حضور ﷺ کو دشمن کے تیروں سے بچائے رکھا اور اپنے سینوں کو حضور ﷺ کے لئے ڈھال بنادیا۔ حضور ﷺ کا ایک دانت مبارک شہید ہوا، خود کی ۲ ر کڑیاں رخسار مبارک میں گھس گئیں، اس تکلیف کے باوجود مسلمانوں کے حوصلے بڑھاتے رہے اور آگے بڑھ کر لڑائی فرماتے رہے بالآخر دوبارہ اللہ تعالیٰ نے پھر فتح عطا فرمائی۔

اس معرکہ میں ستّر جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شہید ہوئے جن میں آپ ﷺ کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ''سیّد الشہداء'' کا لقب پا کر ہمیشہ کے لئے اسلام کو سر بلند کر دیا ان کی نمازِ جنازہ ستر مرتبہ پڑھی گئی۔

جبل احد ہم سے محبت کرتا ہے، ہم جبل احد سے محبت کرتے ہیں:

جہاں سیّد الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے رفقاء سمیت جنت کے باغوں میں شاداں و فرحاں ہیں، اسی احد پہاڑ کے بارے میں روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی نظر مبارک جب احد پہاڑ پر پڑی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

''یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔'' (بخاری)

بلاشبہ جمادات پتھروں وغیرہ میں بھی (ان کے حسب حال) حضور ﷺ کی محبت موجود تھی (اور ہے) جیسے حضور ﷺ کے فراق میں کھجور کے تنے کے رونے کا واقعہ ہے۔ اسی جبل احد ہی کا واقعہ ایک روایت میں یوں ہے کہ سرورِ دو عالم ﷺ اپنے تین اصحاب (صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کے ساتھ جبل احد پر تشریف فرما تھے کہ جبل احد پر زلزلہ سا طاری ہوا۔ حضور ﷺ نے احد پہاڑ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

اُسْکُنْ اَیُّھَا الْجَبَلُ فَاِنَّ عَلَیْکَ نَبِیٌّ وَصِدِّیْقٌ وَشَھِیْدَانِ

اے احد پہاڑ ٹھہر جا، اس وقت تیرے اوپر میں نبی ہوں اور ایک صدیق اور دو شہید

چنانچہ احد پہاڑ فوراً ٹھہر گیا۔ حکم ہے کہ زائرین جبل احد اور شہدائے احد دونوں کی زیارت کی مستقل نیت کریں۔ پنج شنبہ کو فجر کی نماز مسجد نبوی میں ادا کر کے شہدائے احد پر سلام کے لئے جانا

مستحب ہے۔

جنت البقیع :

جہاں دس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آرام فرما ہیں۔ خصوصاً جامع القرآن کامل الحیاء والایمان الشہید حال تلاوۃ القرآن حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آرام فرما ہیں۔ وہیں حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ جگر گوشہ خاتم النبیین ﷺ بھی ہیں جن کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ''اگر وہ زندہ ہوتے تو نبی ہوتے۔'' حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے چچا مبارک ہیں، ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن جو امہات المومنین ہیں ان کے مزارات ہیں، حضرت حسن، حضرت علی بن الحسین، حضرت زین العابدین، حضرت باقر بن حضرت علی، حضرت جعفر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور دیگر صحابہ کرام ہیں۔ ہو سکے تو مدینہ منورہ میں قیام کے دوران روزانہ یا جمعہ کے دن مزارات بقیع کی زیارت کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص طاقت رکھتا ہو کہ مدینہ منورہ میں مرے اس کو چاہئے کہ وہ وہیں مرے، اس لئے کہ میں اس شخص کا سفارشی ہوں گا جو مدینہ منورہ میں مرے گا۔'' (یہ شفاعت خصوصی ہوگی)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا مشہور ہے:

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِی سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ ﷺ

اے اللہ مجھے! اپنے راستہ میں شہادت نصیب فرما اور اپنے رسول ﷺ کے شہر میں موت عطا فرما۔

چنانچہ اللہ رب العزت نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ساری زمین پر کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں مجھے اپنی قبر بنائی جانی پسند ہو بجز مدینہ طیبہ کے۔

ایک روایت میں ہے کہ سب سے پہلے میں اپنے روضہ اطہر سے باہر آؤں گا پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر آئیں گے۔ پھر جنت البقیع کے لوگ قبروں سے اٹھ کر میرے ساتھ چلیں گے پھر مکہ مکرمہ کے قبرستان والے اٹھائے جائیں گے اور وہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مجھے آکر ملیں گے۔

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر دعا کے اخیر میں یہی دعا مانگتے تھے:

اہم مساجد مدینہ منورہ

مسجد غمامہ:

مسجد غمامہ باقی تمام زیارات کی نسبت مسجد نبوی کے قریب ہے۔ حضور ﷺ یہاں عیدین کی نمازیں ادا فرمایا کرتے تھے۔

مسجد قبلتین:

جہاں امامت بنی اسرائیل سے حضور ﷺ کی امت کو منتقل ہوئی۔ حضور ﷺ سن ۲ ہجری میں اس مسجد میں قبلہ اوّل بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز کی امامت فرمارہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوا کہ اب حرم مکہ کو مسلمانوں کے لئے قبلہ مقرر کر دیا گیا ہے۔ حضور ﷺ نے اور آپ کے پیچھے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نماز کے دوران ہی اپنا رُخ بیت المقدس سے بیت اللہ شریف کی جانب پھیر لیا۔ اس لئے اس مسجد کا نام مسجد قبلتین ہو گیا۔

پھر چلے آتے ہیں سوئے حرم

۱۹۷۵ء میں میرا قیام کراچی میں تھا کہ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ عمرہ کی ادائیگی کی نیت سے کراچی تشریف لائے، آپ کا قیام حاجی عبدالرشید صاحب بہاولپور والوں کے گھر میں تھا، حضرت سے میری ملاقات ہوئی، فرمایا میں عمرہ پر جارہا ہوں۔ میرے دل میں بھی خیال آیا کہ کاش حضرت مجھے بھی ساتھ لے جائیں، میں رات کو گھر چلا گیا، صبح پھر زیارت کے لئے آیا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے میری کیفیت دیکھ کر فرمایا تمہارا بھی ارادہ ہورہا ہے، میں نے کہا، حضرت جیسے ارشاد ہو۔ اس وقت آمد ورفت کا ہوائی جہاز کا ٹکٹ پانچ ہزار روپے تھا تو آپ نے مجھے پانچ ہزار روپے دیئے اور فرمایا اپنا ٹکٹ بنوالو اور میرے ساتھ چلو۔

میں خوشی خوشی گھر گیا اور اہلیہ کو بتایا کہ میں حضرت کے ساتھ عمرہ کے لئے جارہا ہوں اہلیہ نے کہا کہ میں بھی آپ کے ساتھ عمرہ کے لئے جاؤں گی۔ میں نے کہا کہ یہ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، کس کے پاس رہیں گے۔ اہلیہ نے کہا کہ بچوں کو ان کی نانی کے پاس چھوڑ دیں گے، مجھے حرمین شریفین کی زیارت کا شوق ہے اور پھر رات بھر نمازیں پڑھتی رہیں اور اُٹھ اُٹھ کر سرورِ دو عالم ﷺ پر درود شریف

اور نعتیں پڑھتی رہیں، میں بڑا پریشان ہوا کہ حضرت نے پانچ ہزار روپے دیئے ہیں اب میں اور رقم کا مطالبہ حضرت سے کیسے کروں کیونکہ یہ میری عادت نہیں تھی اور گھر میں بھی رقم نہیں تھی کہ دوسرا ٹکٹ لے سکوں۔ فجر کی نماز کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوا پھر حضرت اقدس کی خدمت میں حاضری دی، حضرت اقدس کی مبارک عادت تھی جب سمجھتے کچھ مسئلہ ہے تو تھوڑی دیر کے لئے کمرہ بند کر دیتے، استخارہ فرماتے یا کچھ پڑھتے واللہ اعلم تھوڑی دیر کے بعد دروازہ کھولا، مجھے کچھ پریشان دیکھ کر فرمایا کیا بات ہے؟ میں نے کہا حضرت آپ تو سمجھ گئے ہوں گے، فرمایا مجھے تو پہلے معلوم تھا کہ حسین احمد کی والدہ تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی۔ یہ پانچ ہزار روپے اور لے جاؤ اور اس کو بھی ساتھ لے چلو۔ سبحان اللہ

میں نہایت خوشی خوشی گھر پہنچا اور اہلیہ کو خوشخبری سنائی کہ آپ بھی میرے ساتھ چلیں گی، اہلیہ محترمہ کے چہرے پر تو خوشی کے آثار آ گئے لیکن میرے دو بیٹے رشید احمد اور خلیل احمد اور تین بیٹیاں زار و قطار رونے لگے کہ ہم بھی آپ کے ساتھ عمرے کے لئے جائیں گے۔ جبکہ بڑا بیٹا حسین احمد ایک سال پہلے مکہ مکرمہ میں پہنچ کر حرم شریف میں قرآن مجید حفظ کر رہا تھا۔ بچوں نے کہا کہ ہم نہ تو نانی کے گھر رہیں گے اور نہ ہی خان پور جائیں گے بلکہ ہم بھی آپ کے ساتھ جائیں گے۔ پوری رات سب بچے نعتیں پڑھتے رہے اور روتے رہے، ہم حیران تھے، صبح کو مجھے بہت شرمندگی ہو رہی تھی کہ اب حضرت والد صاحب کے پاس کیسے جاؤں، فون پر میں نے حضرت سے عرض کیا کہ ہم تیاری کر رہے ہیں۔

میرے ایک دوست پی آئی اے میں جناب عبدالوحید صاحب ملیر میں رہتے تھے، میں نے ان سے مشورہ کیا اور میں نے کہا کہ اب تو پورے خاندان نے یہاں سے ہجرت الی الحرمین الشریفین کا ارادہ کرلیا ہے، حضرت والد صاحب نے دو ٹکٹوں کی رقم دی ہے، اب بچوں کے لئے دو ٹکٹ اور چاہئیں کیونکہ بچے چھوٹے تھے، دو بچوں کا ایک ٹکٹ ہوتا تھا، جبکہ ایک بچی بہت چھوٹی تھی۔

اس طرح ہمیں دس ہزار روپے اس وقت اور چاہئے تھے تو برادر عبدالوحید نے کہا کہ میرے ایک دوست ٹریول ایجنٹ ہیں، وہ ہیں تو دوسرے خیالات کے لیکن میں ان کو فون کر دیتا ہوں، آپ ان سے کہیں کہ جدہ پہنچ کر واپسی کی ٹکٹیں فوراً بھیج دیں گے تا کہ وہ پھر پی آئی اے سے اپنی رقم وصول کرلیں۔ ابھی وہ آپ کو بیس ہزار کے ٹکٹ بنا دیں گے، یہ سن کر پورے گھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

میں سب کے پاسپورٹ وغیرہ لے کر رشید صاحب باوانی کے دفتر پہنچا تو ان کو عبدالوحید صاحب کا فون آ چکا تھا، مجھے دیکھتے ہی کہنے لگے آیئے درخواستی صاحب، میرا نام رشید باوانی ہے، آپ نہایت مبارک سفر پر جا رہے ہیں۔

آپ وعدہ فرمائیں کہ روضۂ اقدس ﷺ پر حاضری کے وقت میری طرف سے سلام عرض کریں گے۔ میں نے کہا میں ضرور گنبد خضراء کے مکین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خدمت میں آپ کا سلام پیش کروں گا۔ بس تھوڑی ہی دیر میں سب کی ٹکٹیں تیار ہوگئیں اور میں واپس سیدھا گھر پہنچا، بچوں کو کہا اللہ رب العزت نے تمہارا رونا قبول کرلیا اب جلدی سے سامان تیار کرو۔ بس کیا تھا جو سامان ساتھ لے جاسکتے تھے تیار کرلیا گیا بقیہ سامان رشتہ داروں کے گھر چھوڑ دیا گیا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی روانگی:

حضرت رحمۃ اللہ علیہ سارا دن انتظار فرماتے رہے، جب میں شام کو حضرت سے ملاقات کے لئے گیا تو معلوم ہوا کہ حضرت کی صبح کی سیٹیں بمع دوسرے احباب کے ہوچکی تھیں، فرمایا تم نے کیوں دیر لگادی، میں نے سارا قصہ سنایا حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی سن کر خوش ہوگئے۔ میں نے کہا حضرت ہماری سیٹیں دوسرے دن کی ہیں، آپ نے فرمایا اچھا میں جاکر آپ کے لئے جدہ ایئرپورٹ پر ساتھی بھیج دوں گا جو آپ کو مکہ مکرمہ لے آئیں گے۔

دوسرے دن رشتہ داروں کو پتہ چلا تو تقریباً سب نے کہا کہ آپ کے پاس اقامہ نہیں ہے تو آپ وہاں کیسے رہیں گے؟ میں نے جواب دیا کہ جہاں اللہ کا گھر اور اس کے حبیب ﷺ کا گھر ہے، ہم ایسے دو سخیوں کے مہمان ہوں گے جہاں سے کوئی خالی ہاتھ نہیں آیا۔ عاشقانِ رسول ﷺ کا یہ قافلہ جن کے پاس صرف جانے کا ٹکٹ تھا اور پورے گھر کا مختصر سامان تھا، صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے سہارے یہاں سے روانہ ہوئے۔

وَفَدْتُ عَلَى الْكَرِيْمِ بِغَيْرِ زَادٍ

جب نیت صرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہو تو اللہ تعالیٰ خود اسباب پیدا فرماتے ہیں:

تلبیہ پڑھتے ہوئے کراچی ایئرپورٹ سے رشتہ داروں کو الوداع کہتے ہوئے جہاز پر سوار ہوئے۔ آنکھوں سے خوشی کے آنسو رواں تھے، بچے ایک دوسرے سے سرگوشیاں کررہے تھے کہ دیکھو ابو اور امی کس طرح چپکے سے جارہے تھے، ہمارا رونا دھونا کام آگیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے جدہ ایئرپورٹ پر اترے۔ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے گاڑیاں اور احباب بھیجے ہوئے تھے جو ہمیں سیدھا مکہ مکرمہ حضرت کے ہاں لے گئے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا سیف الرحمٰن صاحب مدظلہٗ (جو

اس وقت مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کے شیخ الحدیث ہیں) کے گھر میں مقیم تھے، یہ ہماری بھانجی کا گھر تھا۔ کچھ دیر آرام کرنے کے بعد عمرہ ادا کیا، واپس گھر آئے تو چہ مگوئیاں شروع تھیں، بچوں نے بتادیا تھا کہ ہم اب واپس نہیں جائیں گے۔ تقریباً سب وہاں کے رشتہ داروں اور دوستوں نے حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ آپ مولانا فداء الرحمٰن سے کہیں کہ وہ ٹکٹ واپس نہ کریں، یہاں بغیر اقامے کے رہنا سخت مشکل ہے۔ میں جب گھر آیا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ حرم شریف جا چکے تھے، مجھے حالات معلوم ہوئے تو دل نے کہا کہ پہلے جو وعدہ ٹریول ایجنٹ سے کیا تھا اسے پورا کردوں، میں نے ٹکٹیں اٹھائیں اور سید ھا جدہ پہنچ کر پی آئی اے کے ایک مسافر کو جس کا ٹریول ایجنٹ نے کہا تھا ٹکٹیں دے دیں۔ دوسرے ہی دن بحمد للہ حسب وعدہ وہ ٹکٹیں کراچی پہنچ گئیں اور اس ٹریول ایجنٹ رشید باوانی نے ٹکٹ واپس کر کے اپنی رقم وصول کرلی۔

کشتیاں جلا کر رب ذوالجلال کے حضور گریہ وزاری کے ساتھ بیت اللہ شریف میں حاضری:

میں دعا کرتا رہا کہ یا اللہ تو دل کے ارادوں کو جانتا ہے، ہم سب تیری محبت اور تیرے حبیب پاک ﷺ کی محبت میں سرشار ہو کر گھر بار، رشتہ دار، عزیز و اقارب چھوڑ کر آئے ہیں، خالی ہاتھ ہیں، خالی دامن ہیں، سنا ہے کہ تخی کے ہاں خالی دامن جانا چاہئے۔

> ''یا اللہ! ترے خزانوں میں تو کوئی کمی نہیں، ظاہری طور پر رہنے کے لئے مکان نہیں ہے لیکن تو تو ساری دنیا کا مالک ہے، تیرے سوا ہمارا کوئی ماوا اور ملجا نہیں۔ یا اللہ! مدینہ منورہ میں رہنا نصیب فرمادے، یا اللہ! بڑے سے لے کر چھوٹے تک سب کی یہی آرزو ہے، یا اللہ! ہمیں شرمسار نہ فرما، یا اللہ! ابھی سے کچھ احباب حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کہہ رہے ہیں کہ ان کو واپس لے جائیں، یا اللہ! حضرت والد صاحب کے دل کو ہماری طرف پھیر دے تا کہ وہ لوگوں کے کہنے میں نہ آئیں، بلکہ وہ کھلے دل سے ہمارے رہنے کی اجازت دیں بلکہ جو ہمارا رہنا یہاں پسند نہیں کرتے حضرت (رحمۃ اللہ علیہ) ہماری طرف سے ان کا دفاع کریں۔ جب طواف و دعا سے فارغ ہو کر گھر پہنچے تو دعا قبول ہو چکی تھی۔ سبحان اللہ''

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سب کو کہا کہ جو فداء الرحمٰن کا ارادہ ہے اسے پورا کرنے

دو، اللہ تعالیٰ ان کا نگہبان ہے۔ سبحان اللہ

مکہ مکرمہ میں ایک ہفتہ کا قیام اور شیخ الحدیث مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ حضرت مولانا سیف الرحمٰن اور اہل خانہ کی بے حد مہمان نوازی:

ہفتہ بھر حرم شریف میں حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درسِ قرآن وحدیث میں میری حاضری اور صبح وشام حضرت کے ساتھ بڑے بڑے علماء، ائمہ کرام کی دعوتوں میں شرکت رہی۔ ادھر اہل خانہ کی خدمت میں اہلیہ مولانا سیف الرحمٰن صاحب مدظلہٗ نے کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔

مدینہ منورہ کی روانگی کیلئے تیاری اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت:

حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایک دن ہم سے پہلے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ غالباً حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ارادہ یہ تھا کہ میں پہلے جا کر فداء الرحمٰن اور ان کے اہل خانہ کے لئے گنبد خضرا کے مکین سرکارِ دو عالم ﷺ سے ان کے وہاں رہنے کی اجازت لے لوں اور اللہ تعالیٰ کے حضور ان کے رہنے سہنے، کھانے پینے کے لئے دعا کروں۔

مہاجرین کا قافلہ درود وسلام پڑھتے ہوئے اگلے دن مدینہ منورہ پہنچا، میں نے بچوں کو سامان کے ساتھ ایک جگہ بٹھا دیا اور کہا کہ جب تک میں نہ آؤں آپ لوگ یہیں بیٹھے رہیں۔ مجھے فوراً حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بتایا ہوا سبق ذہن میں آیا اور میں وضو کر کے سیدھا مسجد نبوی میں داخل ہوا اور دو رکعت نفل پڑھی، دعا کی۔ عصر کی نماز میں تقریباً ایک گھنٹہ باقی تھا، ڈرتے ڈرتے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا روضہ اقدس پر مواجہہ شریف کے سامنے پہنچ کر پہلے تاجدارِ دو عالم رحمۃ للعالمین ﷺ کے حضور صلوٰۃ وسلام پڑھا، پھر حسب ارشاد حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھا، پھر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھا، پھر دونوں کے درمیان کھڑے ہو کر سلام پڑھا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا وَزِيرَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا ضَجِيْعَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا خَلِيْفَتَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، جِئْتُ اِلَيْكُمَا اَسْتَشْفِعُكُمَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

میں آپ (حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما) کی خدمت میں حاضر ہوں، آپ دونوں حضرات میرے لئے رسول اللہ ﷺ سے سفارش فرما دیں۔

پھر واپس مواجہہ شریف میں آ کر سرورِ دو عالم ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھتا رہا۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْن

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَاتَمَ النَّبِیّٖن

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرسَلِیْن

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْن

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَمْسُ الضُّحٰی

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بَدْرُ الدُّجٰی

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرُ الْوَرٰی

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

اور پھر یہ آیت پڑھی:

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَاءُ وْکَ فَاسْتَغْفَرُو اللّٰہَ
وَاسْتَغْفَرَلَھُمُ الرَّسُوْلَ لَوَجَدُ اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۔

ایسا وقت بھی ملا کہ مواجہہ شریف کے سامنے صرف میں ہی کھڑا تھا سامنے اور کوئی نہ تھا اور میں بصد عجز و نیاز عرض کر رہا تھا۔ یارسول اللہ ﷺ میں بمع بیوی بچوں کے آپ ﷺ کی محبت سے سرشار ہو کر آ گیا ہوں، ہماری نیتوں کو اللہ رب العزت بخوبی جانتے ہیں، ہم آپ ﷺ کے مہمان ہیں، اپنی سخاوت و کرم نوازی کے مطابق آپ ﷺ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں یہیں رہنے کے لئے ایسا مکان عطا فرمائیں جس میں پردہ داری کا لحاظ ہو اور کھانے پینے کا بندوست بھی فرمائیں اور یہاں کا قیام نصیب فرمائیں۔ میرے یہ الفاظ تھے کہ عصر کی اذان شروع ہوگئی، میں ذرا ہٹ کر اسی جگہ چلا گیا جہاں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ اس صف میں کھڑے ہوا کرو، اس لئے کہ اس سے آگے والی صف رسول اللہ ﷺ کے محاذ میں ہے۔ آپ ذرا پیچھے رہا کریں، اسی جگہ نماز پڑھی پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔

یا اللہ! میری ملاقات حضرت والد صاحب سے ہو جائے، دل کے کہنے پر باب السلام کی طرف

باہر گیا تو دور سے کچھ لوگوں کا ہجوم نظر آیا، میں سمجھ گیا کہ یہاں حضرت ہی تشریف فرما ہوں گے۔ وہی ہوا جب میں قریب گیا تو دیکھا کہ حضرت تشریف فرما ہیں، میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے معانقہ کیا، اس وقت بہت سے لوگ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے یہی درخواست کر رہے تھے کہ آپ ہمارے ساتھ تشریف لے چلیں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی قبولیت عامّہ:

ہر آدمی کی یہی خواہش تھی کہ حضرت میرے ہاں قیام فرمائیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ میں تو حرم شریف کے قریب قاری بشیر صاحب کے ہاں قیام کروں گا تا کہ حرم شریف کے آنے جانے میں آسانی ہو اور مجھے فرمایا کہ آپ عارف شاہ صاحب کے ساتھ جائیں اور ان کے ہاں قیام کریں۔

دعا کی قبولیت ہو چکی تھی:

میں شاہ صاحب کے ساتھ گیا انہوں نے چوتھی منزل پر مکان دکھایا ہر لحاظ سے بہتر تھا اور شاہ صاحب نے کہا کہ آپ یہاں قیام فرمائیں۔ سبحان اللہ۔

میں فوراً بچوں کے پاس پہنچا جو تقریباً دو گھنٹے سے میرا انتظار کر رہے تھے، سامان اٹھایا اور تھوڑی ہی دیر میں ہم مہمان خانہ نبوی میں پہنچ گئے۔ مغرب کی نماز کا وقت قریب تھا، تمام اہل خانہ نے تیاری کی اور ہم مغرب سے پہلے حرمِ نبوی ﷺ میں پہنچ گئے جبکہ ہماری خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے مدینہ منورہ میں قیام کی اجازت:

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اکثر رشتہ دار اور دوسرے لوگ کہتے رہے کہ ان کو واپس لے جائیں کیونکہ ان کے پاس اقامہ نہیں ہے لیکن میں نے اندازہ لگایا کہ آپ کی نیت صحیح ہے اور مجھے امید ہے کہ آپ کو درسِ قرآن مجید کی بھی اجازت مل جائے گی اور میں یہ دعا بتلاتا ہوں یہ کثرت سے پڑھا کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ ہر طرح سے محفوظ رہیں گے اور جو حاسدین ہیں وہ بھی آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ وہ دعا یہ ہے:

(۱) اَللّٰھُمَّ اسْتُرْنِیْ بِسِتْرِکَ الْجَمِیْلِ الَّذِیْ سَتَرْتَ بِهٖ

نَفۡسَکَ فَلَا عَیۡنٌ تَرَاکَ.

(۲) سِتۡرُ الۡعَرۡشِ مَسۡبُوۡلٌ عَلَیۡنَا. وَعَیۡنُ اللّٰہِ نَاظِرَۃٌ اِلَیۡنَا
بِحَوۡلِ اللّٰہِ لَایَقۡدِرُ عَلَیۡنَا.

(۳) فَاللّٰہُ خَیۡرٌ حَافِظًا وَّھُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ

بحمد للہ تقریباً تین سال تک بغیر اقامہ کے حرمین الشریفین میں رہا، مسجد نبوی ﷺ میں ۹ مہینے اور حرم مکہ مکرمہ میں دو سال درس تفسیر اردو میں دیتا رہا۔ سبحان اللہ

مسجد نبوی ﷺ میں حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں درس شروع ہوگیا:

ایک ہفتہ کے بعد جبل احد کے قریب برمی حضرات کی بستی تھی وہاں ظہر و عصر کے درمیان مسجد میں ابتدائی ترجمہ اور حدیث پاک کا درس شروع کر دیا اور مغرب کی نماز کے بعد مسجد نبوی ﷺ میں درس قرآن کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ روانگی کے وقت بہت خوش تھے:

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جب بھی کوئی مشکل پیش آئے تو کثرت سے مسجد نبوی ﷺ میں جا کر صلوٰۃ وسلام پڑھا کریں اور دور ہوں تو درود شریف کثرت سے پڑھیں۔

گر حوادثات جہاں ترا نشانہ کند
اماں طلب بدرود محمد عربی ﷺ

پہلے مہینہ میں دوست واحباب نے کثرت سے دعوتیں کیں، جبکہ اہل خانہ کہیں جاتے نہیں تھے تو احباب گھر پر ہی خشک میوہ جات اور سامان وغیرہ لے آتے، اس میں اللہ رب العزت کی طرف سے اتنی برکت ہوتی کہ پورا مہینہ آرام سے گزر جاتا۔

﴿﴾﴿﴾﴿﴾
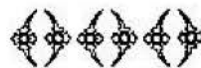
حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کی سند تفسیر قرآن کریم

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ

عبداللہ ابن مسعود، ابی بن کعب، زید بن ثابت،

علی ابن ابی طالب، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم

شیخ عبدابن حبیب، زر بن جیش رحمہما اللہ

شیخ عاصم کوفی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ حفص رحمۃ اللہ علیہ

شیخ عبید بن الصباح رحمۃ اللہ علیہ

شیخ احمد بن سہیل رحمۃ اللہ علیہ

شیخ علی بن المقری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ طاہر ابن غلبون رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابی عبداللہ دانی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ سلیمان ابن نجاح رحمۃ اللہ علیہ

شیخ علی ابن محمد نبشی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ احمد بن علی، محمد بن سعید، محمد بن ایوب رحمہما اللہ

شیخ ابی محمد القادر بن احمد رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابی العاص احمد بن الشیخ الامام الحسین رحمۃ اللہ علیہ (قرأعلی والدہ)

شیخ محمد بن علی یوسف الجرزی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ برہان العلقی، رضوان بن نعیم رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الاسلام زکریا رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابی نصر طبلا دی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ سجادہ یمنی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ شاہ احمد سعید الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ سید مقبول الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

شیخ سید محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ

شیخ القرآن مولانا حسین علی بن محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

شیخ التفسیر حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ

فیضانِ رحمت

افادات حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ

کامیابی کے دس اصول

شیخ التفسیر حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ سلسلۂ قادریہ کے ایک جلیل القدر شیخ طریقت تھے، موصوف اپنے مریدین ومعتقدین کو عموماً جو اوراد ووظائف تلقین فرماتے تھے، فیضانِ رحمت میں اُن کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔ شیخ الاسلام حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ان اوراد کی عام اجازت ہے، ہر مسلمان جائز مقاصد کے لئے ان اوراد کو اختیار کرسکتا ہے۔ انشاء اللہ وہ اجازت کی برکات محسوس کرے گا۔

یاد رکھنا چاہئے کہ اوراد وعبادت اور دعاؤں کی قبولیت اور تاثیر کے لئے چند شرائط ہیں جن کی پابندی ضروری ہے:

(۱) کھانا پینا اور لباس کسب حلال سے ہو۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک شخص کا کھانا پینا حرام کا ہو اور وہ یارب یارب پکار کر دعا کرے تو اس کی دعاء کیسے قبول ہوگی۔

(۲) شرک اور بدعت سے پرہیز کیا جائے۔

(۳) شعائر اللہ یعنی دین کے احکام اور امتیازات کا احترام کیا جائے۔

(۴) اللہ تعالیٰ کی طرف کامل توجہ اور خشوع کے ساتھ عمل کو انجام دیا جائے۔

(۵) ظاہری اور باطنی گناہوں سے ریاکاری اور تکبر سے بچتا رہے۔

(۶) اپنے لئے تمام مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش اور مغفرت طلب کرے۔ خصوصاً والدین اور اپنے روحانی مشائخ کے لئے ضرور دعاء کرے۔

(۷) دعاء سے پہلے کوئی نیک کام کرے۔

(۸) اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور رسول اللہ ﷺ پر دُرود شریف کے ساتھ خوب توجہ سے دعاء کرے۔
(۹) مقصد حاصل ہونے میں دیر ہو تو مایوس نہ ہو اور دعاء ترک نہ کرے۔
(۱۰) ناممکن اور ناجائز کاموں کے لئے دعاء نہ کرے۔
(۱۱) دونوں ہاتھ اُٹھا کر دعا کرے، آمین اور درود شریف پر دعاء ختم کر کے ہاتھوں کو چہرہ پر پھیر لے۔

دعاء

دعا ہی عبادت کا مغز ہے۔ قرآنِ حکیم نے دعاء کو عبادت فرمایا ہے اور اس کے ترک کرنے والوں کو جو تکبر کی وجہ سے دعاء نہ کریں جہنم میں ذلیل وخوار ہو کر داخل ہونے کی وعید سنائی ہے۔ ارشاد ہے:

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ o

مجھے پکارو (دعا کرو) میں تمہاری دعاء قبول کروں گا، بے شک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دعا ہی عبادت ہے۔ اس لئے دعا کو ترک کرنا گویا عبادت کو ترک کر دینا ہے۔ کسی حال میں دعاء ترک نہ کرنا چاہئے اور دین ودنیا کی ہر ضرورت اور ہر حاجت کے لئے اللہ ہی سے دعاء کرتے رہنا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"تمہیں چاہئے کہ اپنی تمام ضرورتوں کو اللہ تعالیٰ ہی سے طلب کرتے رہو، یہاں تک کہ جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اس کو بھی اللہ ہی سے مانگو۔"

اگر کوئی ضرورت نہ بھی ہو تب بھی اپنی کوئی ضرورت پیدا کر کے اللہ سے مانگو اور اسی کے سامنے اپنی حاجت لے کر جاؤ۔ اس کے لئے کوئی ورد اختیار کرو۔ دینی ودنیاوی فرائض اور عبادات سے علماء وصلحاء سے علمی وروحانی فائدہ اُٹھانے سے جو بھی وقت بچے اللہ کی یاد میں بسر کرو اور بے کار مشغلوں میں اوقات ضائع نہ کرو۔

دوسرے مسلمان بھائیوں کے لئے ان کے پیٹھ پیچھے دعاء کرنا اپنی حاجتوں کے برآنے کے لئے بھی مفید ہے اور دعاء بھی بہت جلد قبول ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ:

"سب سے جلد وہ دعا قبول ہوتی ہے جو ایک مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے لئے اس کی غیر حاضری میں کرتا ہے۔"

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ

''کسی مسلمان کے لئے اس کی غیر حاضری میں دعاء پر فرشتے آمین کہتے ہیں اور دعا کرنے والے شخص کے لئے بھی انہی نعمتوں کی دعاء کرتے ہیں جو وہ دوسرے کے لئے مانگ رہا ہے۔''

دعاء اور ذکر اللہ کی تاثیر کے لئے گناہوں سے بچنا انتہائی ضروری ہے۔ابن قیم الجوزی فرماتے ہیں کہ:

''گناہ نجاست اور گندگی ہے، اگر کوئی شخص گندگی میں بھی آلودہ رہے اور ذکر اللہ کی خوشبو بھی لگاتار ہے تو خوشبو بھی گندگی کے اثر سے برباد ہوجائے گی۔''

اگر کوئی گناہ ہوجائے تو فوراً توبہ کرے، اس عزم کے ساتھ کہ آئندہ گناہ سے بچتا رہے گا۔اس طرح ذکر اللہ اور دعاء کے اثرات انشاء اللہ بہت جلد ظاہر ہوں گے۔

دعاء واذکار اور تمام اعمالِ حسنہ میں برکت وقبولیت اور کامیابی کے لئے یہ دس اصول بنیادی حیثیت رکھتے ہیں:

(۱) نیت کی درستی: حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اعمال کے قبول ہونے کا مدار نیت پر ہے۔

(۲) عقیدہ قرآن وسنت کے مطابق ہو، اصول ایمان توحید ورسالت اور کتب الہیہ، تقدیر، خیر وشر، ملائکہ، قیامت، ختم رسالت اور تمام ضروریاتِ دین پر مکمل یقین ہو۔

(۳) اللہ تعالیٰ کے ساتھ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کے عہد کے مطابق تمام مالی وبدنی اور لسانی اذکار وعبادات صرف اللہ کے لئے کی جائیں یہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ

اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ موت آجائے

(۴) اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ رکھے وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ جو اللہ پر توکل کرے اللہ اس کی مدد کے لئے کافی ہے۔

(۵) اللہ کا خوف دل میں رکھے اور کبھی اس کی گرفت سے بے خوف نہ ہو۔

(۶) کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے احکام کا پابند رہے۔یہی اخلاقی وروحانی تربیت کا وسیلہ ہے اور اسی کے سبب اللہ تعالیٰ محبت ومغفرت فرمائے گا۔

(۷) شعائر اللہ کا ہمیشہ احترام کرے۔حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بڑے شعائر اللہ چار ہیں، خود بھی ان کا ادب واحترام لازم سمجھے اور کسی دوسرے سے ان کی تحقیر گوارا نہ کرے۔

(i) کتاب اللہ کا ادب واحترام۔ ہمیشہ اس کو پڑھنے پڑھانے میں مشغول رہے۔
(ii) رسول اللہ ﷺ کی عزت وتوقیر ہمیشہ آپ کی سنت اور طریقہ کی پیروی کرتا رہے۔
(iii) بیت اللہ کا ادب واحترام، طواف اور حج، خانہ کعبہ کی سمت نہ تھوکے اور نہ اُدھر رُخ کر کے پیشاب کرے۔
(iv) نمازیں۔ خود بھی ادب واحترام سے نماز ادا کرے اور دوسروں کی نماز کا بھی ادب کرے، نہ ان کے سامنے سے گزرے نہ ان کے قریب شور کرے اور نہ بآوازِ بلند تلاوت یا ذکر کرے۔
(۸) دل میں ہر وقت رحمٰن ورحیم کی رفاقت کا دھیان رکھے اور اس کے حکم کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ کے مطابق نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرے اور شیطان کی دوستی سے ہمیشہ دور رہے۔ بد اطوار لوگوں سے پرہیز کرے۔
(۹) ہمیشہ دوسروں کی بھلائی کا خیال رکھے اور سلیقہ اور خیر خواہی کے ساتھ دوسروں کو بھلائی کی طرف دعوت دے۔
(۱۰) اللہ تعالیٰ کے ذکر سے کبھی غافل نہ ہو اور ہمیشہ اللہ سے دعا کرتا رہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ تم میرا ذکر کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے مجھے دِل میں یاد کیا میں اسے خود یاد کرتا ہوں اور جس نے مجھے مجمع میں یاد کیا میں اس سے بہتر جماعت (ملائکہ) میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین پر اہلِ ذکر کی تلاش میں پھرتے رہتے ہیں، جب کسی گروہ کو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو بلاتے ہیں کہ اِدھر آؤ تمہارا مطلوب یہاں ہے، پھر وہ اس کو گھیر لیتے ہیں اور ان کی جمعیت آسمان تک پہنچ جاتی ہے۔ جب یہ فرشتے اپنے رب کے حضور پہنچتے ہیں تو رب تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے، حالانکہ وہ اچھی طرح سب کچھ جانتا ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں وہ آپ کی حمد وثناء بیان کر رہے تھے۔ اللہ ان سے پوچھتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ وہ کہتے ہیں اللہ کی قسم انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ دیکھ لیتے تو کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں تب تو وہ حد سے زیادہ آپ کی عبادت کرتے، بے حد عظمت بیان کرتے اور بے انتہا تسبیح

کہتے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا مانگ رہے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ جنت کی طلب کرر ہے تھے۔ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ بخدا انہوں نے جنت کو بھی نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں تب تو وہ اس کی بہت ہی حرص کرتے اور ان کی طلب بڑی شدید ہوتی اور اس کے بہت ہی مشتاق ہوتے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں، دوزخ سے پناہ مانگتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں واللہ اے ہمارے رب انہوں نے جہنم کو نہیں دیکھا۔ فرمایا اگر دیکھ لیتے تو کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں تب تو وہ اس سے بری طرح خوف کھاتے، بہت دور بھاگتے۔ آخر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اب سنو میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان سب کی مغفرت کر دی۔ ایک فرشتہ کہتا ہے پروردگار ایک شخص تو ان میں کسی اور ضرورت سے بیٹھا ہوا تھا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کا ہم نشین بھی محروم نہیں رہتا۔

فضائلِ ذکر اللہ میں اور بھی بہت سی احادیث مروی ہیں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کے ذکر سے کبھی غافل نہ رہنا چاہئے یہ دلوں کو روشن کرنے کا صیقل ہے۔

بیعت کے وقت کے اذکار

حضرت مولانا الشیخ عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ طالبین سے بیعت لینے کے بعد ابتداء میں ضروری ہدایات کے ساتھ یہ اوراد تلقین فرمایا کرتے تھے:

(۱) نمازِ مغرب کے بعد ایک سو بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْهِ

میں اللہ اپنے پروردگار سے ہر گناہ کی معافی مانگتا ہوں اور اُسی کی طرف لوٹتا ہوں

ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھیں۔

(۲) نمازِ عشاء کے بعد ایک سو بار لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں

کا اس طرح ذکر کرے کہ جب سانس ٹوٹنے لگے تو ایک بار مُـحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھے اور پھر لَااِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ کا ورد شروع کر دے۔

(۳) ایک سو بار اِلَّا اللّٰـهُ ، ایک سو بار اَللّٰـهُ

(۴) ایک سو بار هُوْ ذرا آواز کھینچ کر (۵) ایک سو بار درود شریف

آخر تک پڑھا کرے۔

حضور ﷺ نے سورۃ الفاتحہ کے متعلق فرمایا کہ فاتحۃ الکتاب (یعنی الحمد للہ رب العالمین آخر تک) ہر بیماری کے لئے شفاء ہے۔

ہر بیماری سے شفاء کا تعویذ

ہر بیماری سے شفاء کے لئے یہ چھ آیات لکھ کر پلائے یا پانی پر دم کر کے پلائے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ o وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ o قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ ط وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ o وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ o يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ o

ہر بیماری سے شفاء کا تعویذ

ہر بیماری کے لئے لکھ کر گلے میں باندھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا o اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ط ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ط وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ o فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ o

اِنابت اِلی اللہ کے اَوراد

اگر اللہ تعالیٰ کی طرف دِل مائل نہ ہو تو انابت اِلی اللہ پیدا کرنے کے لئے یہ وِرد توجہ کے ساتھ پڑھیں:

سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِيْ سُبْحَانَ مَنْ يَّسْمَعُ كَلَامِيْ سُبْحَانَ مَنْ يَّذْكُرُ فِيْ وَلَا يَنْسَانِيْ

پاک ہے وہ جو مجھے دیکھ رہا ہے، پاک ہے وہ جو میری بات سن رہا ہے، پاک ہے وہ جو مجھے یاد رکھتا ہے اور مجھے بھلاتا نہیں۔

انابت الی اللہ پیدا کرنے کے لئے روزانہ ایک سو بار توجہ سے پڑھیں:

یَا ھُوَ یَا مَنْ لَّا ھُوَ اِلَّا ھُوَ

انابت الی اللہ پیدا کرنے کے لئے توجہ سے پڑھیں تو خوب اثر ہو:

اَللّٰـہُ حَاضِرِیْ اَللّٰہُ نَاظِرِیْ اَللّٰـہُ نَاصِرِیْ اَللّٰـہُ مَعِیْ

اللہ میرے پاس موجود ہے، اللہ مجھے دیکھ رہا ہے، اللہ میرا مددگار ہے اللہ میرے ساتھ ہے

قربِ الٰہی حاصل کرنے کے لئے ورد

اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے خاص ورد ہے کہ صبح شام سات سات بار یہ تین سورتیں پڑھا کرے:

(۱) سورۃ الفاتحہ سات بار صبح و شام

(۲) سورۃ الاخلاص سات بار صبح و شام

(۳) سورۃ الانشراح سات بار صبح و شام

حبِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص وِرد

جو شخص یہ چاہے کہ اس کے دل میں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا ہو تو صبح و شام سات سات بار یہ تین وِرد پڑھا کرے:

(۱) سات بار سورۃ الکوثر (۲) سات بار درود شریف

(۳) سات بار سورۃ الضحیٰ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا خاص ورد

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کے لئے مجرب ورد۔ جمعہ کی شب کو صاف لباس پہنے، خوشبو لگائے اور بعد از نمازِ عشاء دو نفل پڑھے اور اس کے بعد ایک ہزار بار سورۃ الکوثر اور ایک ہزار بار درود شریف پڑھے۔ تین جمعرات کے اندر اندر زیارت ہوگی۔ درودِ قادر یہ آسان رہے گا وہ پڑھ لے، دورِ دِ قادر یہ یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

فراخیٔ رزق، حفاظت از دشمن

روزی کی فراخی، دشمنوں کے شر سے حفاظت اور استغناء پیدا کرنے کے لئے شام کو روزانہ سورۃ الواقعہ پڑھا کریں۔ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

''جس نے ہر شب کو سورۃ الواقعہ پڑھی اسے کبھی فاقہ نہیں آئے گا۔''

قلب و بدن و ایمان کی حفاظت

حضور ﷺ کا طریقہ تھا کہ رات کو سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس تین تین بار پڑھ کر ہاتھوں پر دم کر کے بدن پر پھیر لیتے۔

☆ سورۃ الاخلاص سے قلب کی حفاظت رہے گی۔

☆ سورۃ الفلق سے بدن کی حفاظت رہے گی۔

☆ سورۃ الناس سے ایمان کی حفاظت رہے گی۔

جان و عزت کا خطرہ ہو

دشمن کا خوف ہو یا جان یا عزت کا خطرہ ہو تو یہ آیات ایک ایک بار پڑھے:

(۱) فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

(۲) وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيطٌ

ہر ضرورت بغیر مانگے پوری ہو

حافظ الحدیث حضرت درخواستی قدس سرہٗ نے فرمایا: ایک خاص وظیفہ بتاتا ہوں، مندرجہ ذیل اشعار روزانہ سات دفعہ پڑھتے رہو، اللہ تعالیٰ تمام ضروریات کا بن مانگے ہی انتظام فرمادے گا۔ بہت ہی مجرب ہے: اوّل و آخر تین بار درود شریف بھی پڑھ لے:

يَـا مَـنْ يَّـرٰى مَـا فِـى الضَّـمِيْـرِ وَيَسْـمَـعُ

اَنْـتَ الْـمُـعِـدُّ لِـكُـلِّ مَـا يُتَـوَقَّـعُ

اے وہ جو باطن کی چیزوں کو دیکھتا اور سنتا ہے تو ہی عطا کرنے والا ہے ہر وہ چیز جس کی توقع کی جاتی ہے۔

يَا مَنْ يُرَجّٰى فِى الشَّدَآئِدِ كُلِّهَا
يَا مَنْ اِلَيْهِ الْمُشْتَكٰى وَالْمَفْزَعُ

اے وہ کہ جس سے تمام مصیبتوں میں امید رکھی جاتی ہے، اے وہ کہ جس کی طرف فریاد ہے اور جائے پناہ ہے۔

يَا مَنْ خَزَائِنُ رِزْقِهٖ فِىْ قَوْلِ كُنْ
اُمْنُنْ فَاِنَّ الْخَيْرَ عِنْدَكَ اَجْمَعُ

اے وہ ذات کہ اُس کی روزی کے خزانے اُس کے کُن کے فرمان میں ہیں، احسان فرما اس لئے کہ تمام بھلائی تیرے پاس ہے۔

مَالِىْ سِوٰى فَقْرِىْ اِلَيْكَ وَسِيْلَةٌ
فَبِالْاِفْتِقَارِ اِلَيْكَ اَيْدِىْ اَرْفَعُ

تیری طرف محتاج ہونے کے سوا میرے پاس کوئی وسیلہ نہیں، تیری طرف محتاجی کے ساتھ ہاتھ اُٹھاتا ہوں۔

مَالِىْ سِوٰى قَرْعِىْ لِبَابِكَ حِيْلَةٌ
فَلَئِنْ رُدِدْتُّ فَاَىَّ بَابٍ اَقْرَعُ

تیرے دروازے کو کھٹکھٹانے کے سوا میرے پاس کوئی حیلہ نہیں اگر مجھے ردّ کر دیا گیا تو کس دروازے کو کھٹکھٹاؤں گا؟

اِنْ كَانَ لَا يَرْجُوْكَ اِلَّا مُحْسِنٌ
فَالْمُذْنِبُ الْعَاصِىْ اِلٰى مَنْ يَّرْجِعُ

اگر صرف نیکوکار ہی تیری رحمت کا امیدوار ہو تو گناہگار، سیاہ کار کس کی طرف رجوع کرے؟

حَاشَا لِجُوْدِكَ اَنْ تُقَنِّطَ عَاصِيًا
فَالْفَضْلُ اَجْزَلُ وَالْمَوَاهِبُ اَوْسَعُ

تیری سخاوت سے بہت بعید ہے کہ تو کسی گناہگار کو نا امید کر دے، تیرا فضل بہت زیادہ ہے اور تیرے کرم وسیع ہیں۔

وَمَــنِ الَّــذِیْ اَدْعُــوْا وَ اَهْتِفُ بِــاسْــمِــهٖ
اِنْ کَــانَ فَـضْــلُکَ عَـنْ فَـقِیْــرِکَ یُمْـنَـعُ

اورکون ہے جس کو پکاروں اور جس کے نام کے ساتھ مانگوں، اگر تیرا فضل تیرے محتاج سے روک دیا جائے گا تو کس کو پکاروں گا۔

ثُمَّ الصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ وَاٰلِہٖ
خَیْــرِ الْاَنَــامِ وَمَــنْ بِــهٖ یُتَشَــفَّــعُ

پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر صلوٰۃ ہو سب مخلوق سے بہتر پر اور جس کے ذریعہ شفاعت حاصل کی جاتی ہے۔

دعائے خضری

ہر دینی و دنیاوی مقصد میں کامیابی کے لئے مجرب ہے، پہلے تین بار درود شریف پڑھیں پھر یہ ...اء پڑھیں:

(۱) بِسْمِ اللّٰہِ مَاشَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ
(۲) مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا یَصْرِفُ السُّوْٓءَ اِلَّا اللّٰہُ
(۳) مَاشَآءَ اللّٰہُ مَا کَانَ مِنْ نِعْمَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ
(۴) مَا شَآءَ اللّٰہُ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

اس کے بعد دعاء کرے۔

...(۱): پڑھے تو دل میں خیال کرے کہ یا اللہ میں تیری طرف متوجہ ہوں۔
...(۲) اور نمبر (۳) : پڑھے تو خیال کرے کہ میں بے بس ہوں، تمام ضروریات کا انتظام آپ ہی ...یں گے۔
...(۴): پڑھے تو دھیان کرے کہ اے اللہ میں نے سب کچھ آپ کے حوالے کر دیا، اب مجھے کوئی ...انی نہیں۔

حافظ الحدیث شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کے

تفسیری علوم ومعارف کا بحرِ بیکراں

سندقرآن

قرآن حکیم میں اس کتاب الٰہی کی مسلسل سند بھی بیان کی گئی ہے۔

اتارنے والا:

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (الشعراء، رکوع ۱۰، آیت ۱۹۲)

''یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔

لانے والا:

نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ (الشعراء، آیت ۱۹۳)

ایک امانت دار فرشتہ (جبرئیل امین) اس کو لے کر آیا ہے۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ ذِىْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِى الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۝ مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ۝ (التکویر، رکوع ۱، آیت ۱۹، ۲۰، ۲۱)

ترجمہ: بول ہیں ایک معزز پیغام رساں کے جو صاحب قوۃ ہے۔ مالک عرش کے حضور مرتبہ والا جس کی بات مانی جاتی ہے پھر وہ امانت دار بھی ہے۔

یہ امین اور ثقہ راوی جن کی طرف وحی لے کر آیا ان کی تصدیق کے لئے فرمایا:

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ۝ (التکویر، آیت ۲۲)

ترجمہ: اور تمہارا ساتھی یعنی خاتم النبیین ﷺ دیوانہ نہیں

یہ اس امین اور ثقہ راوی کو اچھی طرح پہچانتے ہیں اور خود بھی ان باتوں کے پہچاننے میں بخیل نہیں۔

جن پر اتاری گئی:

عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ

ترجمہ: آپ ﷺ کے قلب (دل) پر تاکہ آپ ﷺ ڈرانے والوں میں سے ہوجائیں۔

یعنی رسول اللہ ﷺ کے قلب مطہر پر اس کا نزول ہوا تا کہ آپ ﷺ بھی ان ڈرانے والوں میں سے ہو جائیں جنہوں نے انسانوں کو ان کی گمراہی کے انجام سے ڈرایا ہے جس طرح قلب تمام اعضاء کا بادشاہ ہوتا ہے اور اس کی اصلاح پر تمام اعضاء کی اصلاح موقوف ہے اسی طرح یہ کتاب قرآن مجید بھی تمام کتبِ سابقہ کی بادشاہ ہے اور اس کی اقتدار پر جہاں کی اقتداء موقوف ہے اس آیت کریمہ میں رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے اثبات کے ثبوت کے ساتھ ساتھ فریضہ رسالت بھی بیان کر دیا گیا ہے۔

سند قرآن کے ساتھ اس کی زبان کا ذکر فرمایا:

بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ٥

ترجمہ: قرآن مجید ظاہر عربی زبان میں ہے۔

صداقت قرآن کے ثبوت کے طور پر ارشاد ہوا:

وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ

ترجمہ: اس کتاب کا ذکر پہلی کتابوں میں بھی ہے۔

اور اس ثبوت کی مزید تائید یہ کہ:

اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ .

ترجمہ: اس کتاب کی صداقت کے لئے کیا ان کو یہ بات کافی نہیں کہ اس کو بنی اسرائیل کے علماء جانتے ہیں۔

قرآن کی صداقت میں شک وشبہ کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ٥ اور یہ شیطان مردود کی بات نہیں۔

پھر ایسی مستند صداقت اور بے ریب وبغیر شک والی کتاب سے منہ موڑ کر انسان کہاں جانا چاہتا ہے

فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ پھر تم کدھر جا رہے ہو اے انکار کرنے والو۔

تکمیلِ سند کے لئے رسول اللہ ﷺ سے روایت کرنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عدالت وثقاہت کی توثیق فرمائی، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ سے قرآن کی روایت کرنے والے وہی اولین راوی ہیں۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۗ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا

(الحجرات، رکوع ۴، آیت ۲۹)

ترجمہ: حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور ان کے ساتھی کفار پر سخت اور آپس میں مہربان ہیں تو ان کو رکوع اور سجود میں مشغول پائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رضامندی کو تلاش کرتے ہیں۔

یہی صحابہ علوم نبوت کو امت تک پہنچانے کا اولین وسیلہ ہیں ان کی عدالت وعظمت کا اعتراف ہی قرآن اور علوم قرآن کے حصول کا سبب ہے ورنہ محرومی کے سوا کچھ نہیں۔

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا حُبُّھُمْ وَاِتِّبَاعَھُمْ. آمین

تعریف القرآن:

ھُوَ الْکِتَابُ اَلْمُنَزَّلُ عَلٰی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْمَکْتُوْبُ فِیْ الْمَصَاحِفِ اَلْمَنْقُوْلُ عَنْہُ نَقْلاً مُتَواتِراً بِلاَ شُبْھَۃٍ

ترجمہ: قرآن مجید وہ کتاب ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اتاری گئی، مصاحف میں لکھی گئی آپ ﷺ سے متواتر نقل کی گئی کسی شک وشبہ کے بغیر۔

موضوع قرآن:

قرآن کریم کا موضوع اصلاً انسان اور طبعاً وہ نوعِ جن جو تابع انسان ہے، اس حیثیت سے کہ وہ احکام الٰہی کے مخاطب اور مکلّف ہیں۔

سب سے پہلی وحی سورۃ علق کی ابتدائی پانچ آیات ہی میں قرآن مجید کے موضوع کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ o اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ o اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ o عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ o (العلق، آیت ۱ تا ۵)

ترجمہ: اے پیغمبر ﷺ آپ قرآن اپنے رب کا نام لے کر پڑھا کیجئے جس نے (مخلوقات کو) پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا، آپ قرآن پڑھا کیجئے آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ سے تعلیم دی، انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی جن کو وہ نہ جانتا تھا۔

انسان کے تابع ہو کر جو نوع قرآن کی مخاطب اور مکلّف ہے اس کے متعلق ارشاد ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ o

(الطور، رکوع ۳، آیت ۵۶)

ترجمہ: اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔

اور سورۃ جن میں ان کے ایمان کا ذکر

اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا o يَّهْدِىْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا

بِهٖ. (الجن، رکوع ۱، آیت ۱، ۲)

ہم نے سنا ہے ایک قرآن عجیب بجھاتا ہے نیک راہ، سو ہم اس پر یقین لائے۔

سورہ علق ہی میں احکام الٰہی کے اس مکلّف انسان کے دونوں حالتوں کا اجمالاً ذکر ہے:

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى o اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى o (العلق، آیت ۶، ۷)

ترجمہ: بے شک انسان ضرور سرکشی کرتا ہے، اگر اپنے آپ کو بے پرواہ دیکھے

اور دوسرا گروہ ہے جو اپنے پروردگار کے سامنے سربسجود ہے:

اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يَنْهٰى o عَبْدًا اِذَا صَلّٰى o (العلق، آیت ۹، ۱۰)

تو نے دیکھا اس کو جو منع کرتا ہے ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے

مقصدِ قرآن (غرض وغایت):

اپنے عقیدہ اور عمل کو درست کر کے سعادت دارین حاصل کرنا، یعنی انسان کی دنیوی واخروی زندگی کی صلاح وفلاح کے لئے اس کے عقیدہ وعمل کی اصلاح۔ ایک دوسرے موقعہ پر غرض وغایت کو یوں واضح فرمایا:

لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خَالِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا

(الطلاق، رکوع ۲، آیت ۱۱)

ترجمہ: تا کہ نکالے ان لوگوں کو جو کہ یقین لائے اور کئے بھلے کام اندھیروں سے اجالے میں اور جو کوئی یقین لائے اللہ پر اور کرے کچھ بھلائی اس کو داخل کرے باغوں میں نیچے بہتی ہیں جن کی نہریں سدا رہیں ان میں ہمیشہ البتہ خوب دی اللہ نے اس کو روزی

قرآن پاک کے علم حاصل کرنے کا یہی مقصدِ اصلی ہے جس کو قرآن حکیم نے "اِعْتِصَامٌ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی" سے تعبیر فرمایا ہے۔

فَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ o (البقرہ: رکوع ۳۴، آیت ۲۵۶)

ترجمہ: اور جو کوئی نہ مانے گمراہ کرنے والوں کی اور یقین لائے اللہ پر تو اس نے پکڑ لیا حلقہ مضبوط جو ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے

یعنی ملاءِ اعلیٰ کے ساتھ ایسا اتصال جو کبھی منقطع نہ ہو اور رفیقِ اعلیٰ سے ربطِ قریب کا سبب ہو۔

تعریف التفسیر

تفسیر:

فسر سے ماخوذ ہے بمعنی کھولنا، واضح کرنا یعنی مجمل کلام کی تشریح کرنا۔

علم تفسیر کی اصطلاحی تعریف:

عِلْمٌ یُّبْحَثُ فِیْهِ عَنْ كَلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰی مِنْ حَیْثُ اَنَّهٗ یَكْشِفُ بِهٖ مُرَادِ اللّٰهِ تَعَالٰی

ترجمہ: یعنی "وہ علم جس میں کلام اللہ کے معانی و مطالب پر اس طرح بحث کی جائے کہ اس سے مرادِ الٰہی کا تعین ہو سکے

موضوع علم تفسیر

كَلَامُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَمَا فِیْهِ مِنَ الْمَعَانِیِ وَالاِسْرَار

یعنی کلامِ الٰہی اور اس کے معانی و اسرار

علم تفسیر کی غرض و غایت یعنی مقصد علم تفسیر

اللہ تعالیٰ کی مراد سے باخبر ہونا اور اپنے عقیدے اور عمل کو درست کر کے سعادتِ دارین حاصل کرنا۔

علم تفسیر کی فضیلت

علم تفسیر کے موضوع اور غرض و غایت سے اس علم کی فضیلت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

انسان کے لئے خیر کثیر فرمایا ہے:

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا (البقرة: رکوع ۳۷، ۲۶۹)

اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں حکمت دیتے ہیں اور جس کو حکمت (قرآن فہمی) دی گئی اس کو خیر کثیر دیدی گئی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک اس آیتِ کریمہ میں خیر کثیر سے مراد معرفتِ قرآن مجید ہے۔ جس شخص کو قرآن کا علم اور اس کی معرفت جتنی زیادہ اور وسیع ہوگی اس قدر وہ خیر کثیر کا مستحق و مالک ہوگا۔ خیرِ کثیر کے اس وسیع مفہوم میں نعمتِ رسالت اور حوضِ کوثر بھی شامل ہے جو رسول اللہ ﷺ کے لئے مخصوص ہے۔

سورۃ الفاتحہ کی تفسیر

یہ مکی سورت ہے رسول اللہ ﷺ کی ہجرت مدینہ سے پہلے مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران نازل ہوئی۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورت دوبارنازل ہوئی ہے جس سے اس سورت کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے اور یہی اس کو مثانی یعنی ''دہرائی ہوئی'' آیات میں شمار کرنے کی ایک وجہ ہے۔

سورۃ فاتحہ میں بالاتفاق سات آیات ہیں لیکن ان سات آیات کے تعین میں کئی صورتیں ہیں۔

اسماء سورۃ: روایات حدیث میں اس مبارک سورۃ کے خواص وفوائد کے اعتبار سے اس کے بہت نام ذکر کئے گئے ہیں۔

فاتحہ: کئی احادیث میں اس کو سورۃ الفاتحہ کہا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ اس سے قرآن حکیم اور نماز کی ابتدا ہوتی ہے۔

شفاء: دارمی کی ایک حدیث ہے کہ سورۃ الفاتحہ ہر زہر اور بیماری کے لئے شفاء ہے۔

کنز: رسول اللہ ﷺ نے اس سورت کے بارے میں فرمایا:

أُوتِيتُ كَنْزًا مِنْ كُنُوْزِ الْعَرْشِ

ترجمہ: مجھے عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ دیا گیا ہے

قرآن العظیم: قرآن مجید میں اس سورہ کو قرآن عظیم کہا گیا ہے۔ ارشاد ہے:

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ

ترجمہ: اور ہم نے دی ہیں تجھ کو سات آیتیں وظیفہ اور قرآن بڑے درجہ کا

مفسرین کے نزدیک سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ سات دہرائی جانے والی آیات سے سورۃ الفاتحہ مراد ہے اور قرآن عظیم ان کی تفسیر ہے۔ یہ سورت قرآن عظیم کے تمام معانی و مطالب پر مشتمل ہے۔ اس لئے اس کو قرآن عظیم فرمایا گیا ہے۔

السبع المثاني: اور اس کے دو بار نزول اور نماز میں بار بار پڑھے جانے کی بناپر سبع مثانی کہا گیا ہے۔

ام القرآن: مضامین قرآن کی اصل و اساس ہے اور جس طرح ایک ماں اپنی تمام اولاد کو شامل ہوتی ہے، یہ سورۃ بھی تمام مضامین کو شامل ہے۔

سورۃ الرقیۃ: حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سانپ کے کاٹے ہوئے پر یہ سورت پڑھ کر دم کیا تو وہ اچھا ہو گیا۔ تب حضورﷺ نے سنا تو حضرت ابوسعید سے فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ یہ سورۃ رقیہ ہے۔ اس روایت کی بناپر اس کا نام سورۃ رقیہ ہے۔

الکافیہ: اس کے مضامین تفصیل و تشریح کے اعتبار سے اصلاح و عمل کی تمام ضروریات کے لئے کافی اور وافی ہیں۔

تعلیم المسئلة: اس سورہ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے کا صحیح طریقہ سکھلایا گیا ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا پھر عبادت کو وسیلہ بنا کر طلب حاجت کو اللہ ہی کے ساتھ مخصوص کر کے اپنا مقصود طلب کیا جائے۔

الصلوٰۃ: ایک حدیث قدسی میں اس سورہ کو الصلوٰۃ کہا گیا ہے۔

قُسِمَتِ الصَّلٰوةُ بَيْنِیْ وَبَيْنَ عَبْدِیْ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھوں آدھ کر دیا ہے۔ جب بندہ الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ۔ میرے بندے نے میری تعریف کی اور جب بندہ کہتا ہے کہ الرحمٰن الرحیم، تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اَثْنٰی عَلَیَّ عَبْدِیْ میرے بندے نے میری ثنا بیان کی۔

پھر بندہ کہتا ہے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ یعنی میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی، پھر بندہ کہتا ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور بندہ جب کہتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کو مل گیا جو اس نے سوال کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اور بِسْمِ اللّٰہِ سے شروع کرنے کی حکمت

تعوذ اور تسمیہ کے ساتھ ابتداء کرنے کی حکمت یہ ہے کہ انسانوں کے دشمن دو قسم کے ہوتے ہیں ایک ظاہری دشمن اور دوسرا باطنی دشمن۔ ظاہری دشمن سے حفاظت کے لئے قدرت نے بہت سے ظاہری اسباب مہیا فرما دیئے ہیں اور یہ ناممکن تھا کہ اس سے زیادہ نقصان پہنچانے والے باطنی دشمنوں کے حملوں سے بچنے کا سامان میسر نہ کر دیا جائے اور ہمارے عبادات وغیرہ میں علی الخصوص اور تلاوت قرآن مجید جو افضل العبادات ہے اس کو رخنہ اندازی کا موقعہ دیا جائے۔ اس سے رب العالمین نے ہمیں مخفی تدبیروں سے بچنے کے لئے عمدہ ہتھیار اور حصن حصین بتلا دیا۔

ارشاد فرمایا وَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ جب تم قرآن پاک کے پڑھنے کا ارادہ کرو تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھا کرو جس کے معنی ہیں کہ میں شیطان مردود کے فتنہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔ اس لئے کہ استعاذہ شیطان کے مکر اور شر سے بچنے کے لئے تریاق کا حکم رکھتا ہے۔ جیسا کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وَاِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ جب بھی شیطان ترے دل میں کوئی وسوسہ ڈالے تو آپ اعوذ باللّٰہ پڑھ لیا کریں۔

تفسیر روح المعانی میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام جب ابتداء میں تشریف لائے تو انہوں نے فرمایا قُلْ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

جب اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھا تو اللہ تعالیٰ کا نام آیا تو پہچان کا شوق پیدا ہوا تو ساتھ ہی مختصر پہچان کے لئے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پھر کامل پہچان کے لئے الحمدللہ کو بیان فرمایا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آدمی اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھتا ہے تو حصن حصین یعنی خدا کی حفاظت کے مضبوط قلعے میں آجاتا ہے۔

شرح اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم:

''اَعُـــوْذُ'' تعوذ سے ماخوذ ہے۔ عوذ کا معنی پناہ گرفتن، استعاذہ میں ایک مستعیذ ہوتا ہے (پناہ مانگنے والا) وہ انسان ہے اس کا ذکر اعوذ میں ہے۔

۔ مُسْتَعَاذْبِہٖ - جس کے ساتھ پناہ مانگی جائے وہ (اللہ) تعالیٰ کی ذات ہے۔

۳۔ مُسْتَعَاذ مِنهُ۔ جس کے شر سے پناہ مانگی جائے وہ شیطان مردود ہے۔
۴۔ مُسْتَعَاذ لَهُ ۔ جس مقصد کے لئے پناہ مانگی جائے وہ ہے حفاظت نفس۔

(باللّٰه) با استعانت کے لئے ہے۔ اعتصام باللہ اور اعراض عن ماسوی اللہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے مقصد حاصل ہوجاتا ہے۔

(من الشیطٰن) شیطان شیطنت سے ماخوذ ہے معنی سرکش

سرکشی کرنے والے بہت ہیں، آگے رَجِيْم صفت لاکر تعیین فرمادی کہ خاص ابلیس مراد ہے۔ شیطنت کا معنی بُعْدٌ عَنِ الرَّحْمَة بھی ہے یعنی رحمت سے بعید ہونا۔ رحمت سے بعید ہونے والے دو قسم کے شیطان ہیں۔ جنوں اور انسانوں میں سے جیسا فرمایا:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ

ترجمہ: اور ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن شیطانوں اور جنوں سے بنادیئے

حضرت آدم علیہ السلام کے واقعہ میں بیان ہے۔

اُخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ

اَلْقُرْاٰن يُفَسِّرُ بَعْضَهُ بعضٍ

ترجمہ: یعنی جنت سے نکل جا اس لئے کہ تو راندۂ درگاہ ہے

یہاں پر وہی رجیم جو کہ ابلیس ہے مراد ہے۔

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم ٥

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

بعض جار مجرور کا متعلق ابتداء سے نکالتے ہیں لیکن محققین فرماتے ہیں کہ جار مجرور کا متعلق معین نہیں۔ قرینہ کے مطابق نکالیں گے اگر کھانا شروع کررہا ہو تو بسم اللّٰه اٰكلُ اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے کھاتا ہوں یا پینا چاہتا ہے تو بِسْمِ اللّٰهِ اَشْرَبُ اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے پیتا ہوں، پڑھنا چاہتا ہے تو اَقْرَءُ اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے پڑھتا ہوں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ یہی فرماتے ہیں کہ اس کا متعلق محذوف موخر ہوگا۔

(اَسْتَعِيْنُ) استعانت ذات کے ساتھ بھی ہوتی ہے، صفات کے ساتھ بھی۔ مشرکین کہا کرتے تھے۔ بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰى۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا رد فرمادیا اور ارشاد ہوا بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم استعین سے فائدہ حصر کا بھی ہوجائے گا اور مشرکین کی تردید بھی ہوجائے گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے جو بڑا کام بسم اللہ سے شروع نہ ہوگا وہ ناتمام اور بے برکت ہوگا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جہنم کے ۱۹/داروغوں سے جو بچنا چاہے تو وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے اس کے بھی ۱۹ حروف ہیں۔ ہر حرف ہر فرشتے سے بچاؤ بن جائے گا۔

ایک حدیث پاک میں آیا ہے کہ گھر میں داخل ہوتے وقت باہر نکلتے وقت چراغ گل کرنے کے وقت، کھانے پینے، وضو کرنے، سواری پر سوار ہونے اور اترتے وقت بسم اللہ پڑھا کرو اور یہی رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرتے تھے۔

اللّٰــــہ

عَلَمٌ لِذَاتِ الْوَاجِبِ الْوُجُوْدِ الْمُسْتَجْمِعُ لِجَمِيْعِ صِفَاتِ الْكَمَالِ الْمُنَزَّهِ عَنِ النَّقَائِصِ وَالْعُيُوْبِ

اللہ اس ذات واجب الوجود کا نام ہے جو تمام صفات کمال کی جامع ہے اور تمام نقائص اور عیوب سے پاک ہے۔

اللہ اس ذات واحد کا ذاتی نام ہے باقی سب صفاتی نام ہیں۔ اس لئے قرآن مجید میں لفظ اللہ ہمیشہ موصوف واقع ہوتا ہے اور بقیہ اسماء بطور صفت بیان کئے جاتے ہیں۔ جیسے سورۃ الحشر کے آخر میں:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمِ o هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ. الخ

ترجمہ: وہ اللہ ہے جس کے سوا بندگی نہیں کسی کی، جانتا ہے جو پوشیدہ ہے اور جو ظاہر ہے وہ ہے بڑا مہربان رحم والا، وہ اللہ ہے جس کے سوائے بندگی نہیں کسی کی، وہ بادشاہ ہے، پاک ذات، سب عیبوں سے سالم، امان دینے والا، پناہ میں لینے والا، زبردست دباؤ والا، صاحب عظمت، پاک ہے اللہ ان کے شریک بتلانے سے

ان دونوں آیتوں میں لفظ "اللہ" کو موصوف اور دوسرے اسماء مثلاً عالم الغیب، المومن، مھیمن، عزیز وغیرھم کو بطور صفت بیان فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کی ذات وراء الوراء ہے اس کی کیفیت اور حقیقت کا ادراک کوئی نہیں کرسکتا، اس کی کیفیت کے ادراک میں اعلیٰ اور ادنیٰ متحیر رہے۔ اس میں اکثر علماء اور امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مسلک

یہی ہے کہ لفظ ''اللہ'' ہی اسم اعظم ہے۔

(الرحمٰن الرحیم) ربط:

جب اللہ کا نام آیا تو پہچان کا شوق پیدا ہوا اور پہچان صفات سے ہوسکتی ہے اس میں دو صفتیں رحمٰن اور رحیم بیان فرمائیں۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں ایک کم سو جو انہیں یاد کرلے وہ جنتی ہے۔ ترمذی اور ابن ماجہ میں ان ناموں کی تفصیل بھی آتی ہے۔

اسم اللہ کے بعد تمام اسماء حسنٰی سے رحمٰن کا درجہ زیادہ معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ پروردگار عالم نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

قُلِ ادْعُوْا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوْا الرَّحْمٰنِ

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رحمٰن اور رحیم دونوں مبالغے کے صیغے ہیں اور رحمٰن میں بہ نسبت رحیم کے زیادہ مبالغہ ہے۔ یعنی رَحْمٰنُ الدُّنْیَا وَرَحِیْمُ الْاٰخِرَۃ

مسند احمد میں ہے جو شخص یہ دعا صبح شام سات مرتبہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں فراخی کردیتے ہیں اور قرضہ ادا ہوجاتا ہے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِیَدِکَ الْخَیْرَ ط اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ o تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ o (القرآن)

ترجمہ: تو کہہ یا اللہ مالک سلطنت کے تو سلطنت دیوے جس کو چاہے اور سلطنت چھین لیوے جس سے چاہے اور عزت دیوے جس کو چاہے اور ذلیل کرے جس کو چاہے، ترے ہاتھ ہے سب خوبی، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے، تو داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرے دن کو رات میں اور تو نکالے زندہ مردہ سے اور نکالے مردہ زندہ سے اور تو رزق دے جس کو چاہے بیشمار۔

آگے ایک حدیث پاک میں دعا آتی ہے، وہ ہے:

"یَا رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَرَحِیْمَ الْاٰخِرَۃ" تُعْطِیْھِمَا مَنْ تَشَاءُ وَتَمْنَعُھُمَا مِمَّنْ تَشَاءُ اِرْحَمْنِیْ رَحْمَۃً تُغْنِیْنِیْ بِھَا عَنْ رَحْمَۃِ مَنْ سِوَاکَ. (الحدیث)

ترجمہ: اے دنیا کے رحمٰن اور آخرت کے رحیم تو جس کو چاہتا ہے دنیا و آخرت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے دنیا و آخرت نہیں دیتا، مجھ پر ایسا رحم کر، جو دوسروں کی رحمت سے مجھے بے پرواہ کر دے

رحمٰن عام ہے کہ دنیا میں دوست اور دشمن دونوں کو نعمتیں دے رہا ہے۔

ادیم زمین سفرہ عام اوست	چہ دشمن بریں خوان یغما چہ دوست
اے کریمے کہ از خزانہ غیب	گبرو ترسیٰ وظیفہ خور داری
دوستاں را کجا کنی محروم	تو کہ بادشمناں نظر داری

اور رحیم خاص ہے وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا میں تخصیص مومنین کے ساتھ کی گئی۔

رحمٰن اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے کسی غیر پر اطلاق نہیں کر سکتے بخلاف رحیم کے۔ قرآن مجید میں رحیم کا اطلاق رسول اللہ ﷺ کے حق میں بھی آیا ہے:

لَقَدْ جَاءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ الرَّحِیْم.

رحمٰن و رحیم میں دوسرا فرق شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رحمٰن وہ ہے جو بن مانگے دے رحیم وہ ہے جو نہ مانگنے والے سے روٹھ جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے بن مانگے کتنی نعمتیں عطا فرمائیں۔ وجود اللہ تعالیٰ نے بغیر مانگے عطا فرمایا۔ قرآن پاک جیسی نعمت بن مانگے دی۔ جسمانی اور روحانی تربیت کا انتظام کیا۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ o عَلَّمَہُ الْبَیَانَ o

سب کچھ بن مانگے دیا وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شمار کرو تو ان کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

رحمٰن بن مانگے دینے والا۔

رحیم نہ مانگنے والوں سے روٹھ جانے والا، رب فرماتا ہے کہ بندہ مجھ سے مانگتا کیوں نہیں؟ مانگنے

میں دیر ہے دینے میں دیر نہیں۔ بخشش مانگنے کی دیر ہے رحمت کے دریا میں غوطہ دیکر بخشنے میں دیر نہیں۔
کسی نے کہا:

اللّٰہ یغضب ان ترکت سوالہٗ وابن اٰدم حین یسئال یغضب

ترجمہ: اللہ اس وقت ناراض ہوتا ہے جب کوئی اس سے مانگنا چھوڑ دے اور بندہ
اس وقت ناراض ہوتا ہے جب کوئی اس سے سوال کرے۔

(حکمت) انسان سے اگر کوئی سوال کرے تو وہ کیوں ناراض ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ انسان سوچتا ہے کہ اگر میں دینا شروع کردوں تو میرے پاس کچھ بھی نہ رہے گا اور میں خالی ہاتھ بن جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کو اپنے خزانے میں کمی کا خطرہ نہیں ہے۔

بخاری شریف میں ہے:

اَرَاَیْتُمْ مَآ اَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ

ترجمہ: فرمایا بتاؤ جب سے آسمان وزمین و پیدا کیا کتنا خرچ کیا

مانگنے والے مانگتے رہے دینے والے دیتا رہا۔ آج تک مچھر کے پر کے برابر بھی اس کے خزانے میں کمی نہیں آئی۔

بعض کے نزدیک رَحْمٰنٌ. مُعْطِی النِّعَمِ الْجَزِیْلَةِ بڑے بڑے انعامات کرنے والا۔
رَحِیْمٌ. مُعْطِی النِّعَمِ الدَّقِیْقَةِ چھوٹے چھوٹے انعامات کرنے والا۔

عند البعض فرق جزیلہ اور دقیقہ میں کیا ہے۔ جزیلہ ظاہری انعام دینے والا، دقیقہ باطنی انعام دینے والا ہے۔ جیسے معرفت کے نعمتیں ہیں، علم ہے، سخاوت ہے، شجاعت ہے، کتابت وغیرہ۔ رحمٰن میں عمومی اور رحیم میں خصوصی انعامات کی طرف اشارہ ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' آیت مستقلہ '' اُنْزِلَتْ لِلْفَصْلِ بَیْنَ السُّوَرِ '' وہ فرماتے ہیں کہ سورۃ نمل کے سوا کسی سورۃ کا بھی بسم اللہ جزء نہیں۔ دو سورتوں کے فصل کرنے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنن ابی داؤد میں روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ دو سورتوں میں فصل نہ جانتے تھے یہاں تک کہ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' نازل ہوئی۔

نماز میں بھی بسم اللہ کو جہراً اسی وجہ سے نہیں پڑھا جاتا اور نہ ہی بسم اللہ کو سورۃ کے ساتھ ملا کر لکھتے ہیں۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھتے تھے کیونکہ

یہ سورۃ فاتحہ کا جز نہیں ہے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے سورہ فاتحہ کے جزء نہ ہونے کی ایک دلیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بھی ہے۔ ''قُسِّمَتِ الصَّلٰوةُ بَيْنِىْ وَبَيْنَ عَبْدِىْ'' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے نماز تقسیم کردی ہے اپنے اور اپنے بندے کے درمیان۔''

جب بندہ الحمد للہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''حَمِدَنِىْ عَبْدِىْ'' میرے بندے نے میری تعریف کی پھر جب بندہ کہتا ہے ''اَلرَّحْمٰنِ الرحیم'' تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''اَثْنٰى عَلَىَّ عَبْدِىْ الخ'' میرے بندے نے میری ثناء بیان کی تو اگر بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا جزء ہوتا تو آپ ارشاد فرماتے کہ جب بندہ کہتا ہے بسم اللہ تو اللہ تعالیٰ یہ جواب دیتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ سورۃ الفاتحہ کی بسم اللہ جز نہیں۔

تشریح سورۂ فاتحہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ o اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ o اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ o اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ o صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ o

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پالنے والا سارے جہان کا، بے حد مہربان نہایت رحم والا، مالک روز جزا کا، تیری ہی ہم بندگی کرتے ہیں اور تجھ سے ہی ہم مدد چاہتے ہیں، بتلا ہم کو راہ سیدھی، راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے فضل کیا، جن پر نہ تیرا غصہ ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو پالنے والا سارے جہان کا

حمد کا لغوی معنی ہے ستودن۔ اصطلاح میں حمد کہتے ہیں:

هُوَ الثَّنَاءُ بِاللِّسَانِ عَلَى الْجَمِيْعِ الْاِخْتِيَارِىْ مِنْ نِعْمَةٍ كَانَ اَوْ غَيْرِهَا

جو فعل اختیار سے صادر ہو اس کی خوبی بیان کرنے کو حمد کہتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اى اَلشُّكْرُ الْكَامِلُ لِلّٰهِ

اورلام اختصاص کے لئے بناتے ہیں یعنی شکر کامل اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے اور یہ بات راجح ہے۔
الف لام بعض کے نزدیک جنس اور حقیقت کا ہے یعنی حقیقی تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور بعض کے نزدیک الف لام استغراق کے لئے ہے۔ اس وقت معنی ہوگا کہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے۔ جو استغراق کا بناتے ہیں ان پر اعتراض ہوتا ہے کہ تمام افراد تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں تو غیروں کی بھی تو کہیں تعریف ہوتی ہے۔
جواب یہ ہے کہ دنیا میں جہاں کہیں کسی کی تعریف کی جاتی ہے وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے کیونکہ تعریف یا کسی کے علم پر یا سخاوت پر یا حسن و جمال پر کی جاتی ہے اور ان سب صفات کے دینے والے اللہ تعالیٰ ہیں اس لئے حقیقت میں تعریف صرف اس قادر مطلق کے لئے خاص ہوگی۔

حقیقی حمد (تعریف) کا اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہونا

اِسْتِحْقَاقُ الْحَمْدِ وَالثَّنَاءِ لِلّٰہ:

حمد صفت ہے صفت کے لئے محل کی ضرورت ہوتی ہے۔ مستحق صفت اللہ کی ذات ہے لام اختصاص کے لئے حمد اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے۔
(اللہ) اسم ذات ہے پہچان کے لئے آگے صفات بیان کردیں رب العالمین۔ کہیں نام ذکر کیا جاتا ہے اور مراد صفت مشہورہ ہوتی ہے۔ جیسے الحمد للہ لفظ اللہ میں صفت مشہور خالقیت مراد ہے:

اَیْ اَلْحَمْدُ لِلْخَالِقِ

سب تعریفیں اور شکر کامل پیدا کرنے والے کے لئے ہے تم کو پیدا کیا پیدا کرنے کے بعد نکما نہیں چھوڑا بلکہ رب العالمین نے تربیت کا بھی انتظام فرمایا ہے۔ تربیت جسمانی کا بھی انتظام کیا ہے۔ جیسے

اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَاءَ بِنَآءً الخ

جس ذات نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا۔ الخ، اور تربیت روحانی کا بھی انتظام کیا:

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ

وہ نہایت ہی مہربان ذات ہے جس نے تم کو قرآن مجید سکھلایا۔ انبیاء علیہم السلام کو بھیجا اور ان پر کتب نازل فرمائیں۔
حضرعمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ کو تو ہم جانتے ہیں لیکن یہ الحمد

ر کا کیا مطلب؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اس کلمہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے پسند کرلیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ کلمہ شکر کا ہے اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتے ں کہ میرے بندے نے میرا شکر کیا۔ اللہ تعالیٰ کے حامدین صرف انسان نہیں بلکہ تمام چیزیں ہیں۔

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ (بنی اسرائیل)

کوئی چیز ایسی نہیں جو تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرتی ہو لیکن تم لوگ ان کی پاکی بیان کرنے کو نہیں سمجھتے۔

مود: تعریف کیا ہوا:

صرف ایک ذات ہے۔ ماسوی اللہ سب (حامد) تعریف کرنے والے ہیں۔ حضور ﷺ بھی حامد تھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد سب سے زیادہ کرنے والے تھے۔ جیسا کہ آپ ﷺ کے ذاتی نام احمد (سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے والا) سے ظاہر ہوتا ہے۔ باوجود بہت تعریف کرنے کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا یا اللہ تعالیٰ کی جتنی تعریفیں میں نے زبان سے کی ہیں اور کرتا رہا مگر اے اللہ جس طرح آپ نے خود اپنی تعریف فرمائی میں نہیں کرسکتا۔

حمد وثنا اگر بیان کرنا چاہتے ہو تو کہتے رہو الحمد للہ۔

کہنے والے کہتے رہے اور کہتے رہیں گے کہ ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے۔

ہر گیا ہے کہ از زمین روید
وحدہ لا شریک لہ گوید

ہر گھاس جو زمین سے اگتا ہے
وہ بھی کہتا ہے اللہ ایک ہے اسکا کوئی شریک نہیں

وَفِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَهٗ آیَةٌ
تَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ وَاحِدٌ

ہر چیز میں نشانی ہے
جو دلالت کرتی ہے کہ اللہ ایک ہے

حدیث میں ہے کہ جس بندے کو اللہ تعالیٰ کوئی نعمت دیں اور وہ اس پر الحمد للہ کہے تو دی ہوئی نعمت لی ہوئی سے افضل ہے۔

اگر میری امت میں کسی کو اللہ تعالیٰ دنیا دیدے اور وہ الحمد للہ کہے تو یہ کلمہ ساری دنیا سے افضل ہے۔علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ ساری دنیا دیدینا اتنی بڑی نعمت نہیں جتنا الحمد للہ کہنے کی توفیق دیدینا ہے۔اس لئے کہ دنیا تو فانی ہے اور اس کلمہ کا ثواب باقی ہے۔

اور صحیح حدیث میں ہے کہ الحمد للہ کہنے سے میزان کا آدھا پلہ بھر جاتا ہے۔قرآن مجید میں دعاوی بھی ہیں اور دلائل بھی۔الحمد للہ میں دو دعویٰ ہوتے ہیں۔وجود باری تعالیٰ کا دعویٰ، دوسرا استحقاق الحمد والثناء للہ، پہلا دعویٰ وجود باری تعالیٰ کا تھا اس کی دلیل بیان فرمائی رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔تمام جہانوں کے پالنے والا۔دوسرا دعویٰ استحقاق الحمد والثناء تھا اس کی دلیل اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہے۔بہت بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا

رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

رب کا معنی تربیت و پرورش کرنے والا۔۲۔سید، ۳۔مربی کے بھی آتے ہیں۔لفظ رب کا اطلاق ماسویٰ اللہ پر بغیر اضافت کے نہیں کیا جاتا۔

غیر اللہ پر اطلاق اضافت کے ساتھ ہوگا جیسے سورۃ یوسف میں ہے:اِرْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ

یہاں پر رب بمعنی سردار کا کرتے ہیں یعنی اپنے سردار کے پاس جاؤ۔

شبہ ہوتا ہے کہ والدین کو بھی مربی کہتے ہیں فرمایا رَبِّ الْعَالَمِیْنَ تمام جہانوں کے پالنے والا۔ والدین اور دیگر کی تربیت تو محدود ہے تمام عالم کے لئے محیط نہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی تربیت غیر محدود اور عام اور محیط ہے۔

عرب کے لوگ کائنات کا خالق تو فقط اللہ تعالیٰ ہی کو مانتے تھے لیکن رب انہوں نے اور بھی بنا رکھے تھے جن کی نسبت ان کو گمان تھا کہ خدا نے کائنات کے انتظام میں ان کو اپنا شریک بنا رکھا ہے۔اس لئے یہ عبادت کے حق دار ہیں یہاں ان کا رد ہے کہ جو ذات کائنات کی خالق ہے وہی مالک ہے کیونکہ وہی سب کی پرورش کرنے والا ہے۔

تَرَکْتُ اللَّاتَ وَالْعُزّٰی جَمِیْعًا
کَذَالِکَ یَفْعَلُ الرَّجُلُ الْبَصِیْرُ

دلا رام کہ داری دل دروبند
دگر چشم از ہمہ عالم فروبند
نقش رہا کن سوئے نقاش رو

(عالمین) جمع عالَم کی ہے۔ عالَم ماسوی اللہ کو کہتے ہیں۔ علامت سے ماخوذ ہے۔
مَا یُعْلَمُ بِهِ الشَّیْءُ۔ عالَم کو عالَم اس لئے کہتے ہیں کہ وہ علامت ہے اسماءِ الٰہی اور صفات
داوندی کے لئے۔ وَفِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَهٗ آیَةٌ تَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ وَاحِدٌ۔ اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق میں نشانی
ہے جو دلالت کرتی ہے کہ اللہ ایک ہے۔
تمام مصنوعات صانع پر دال ہیں۔

اَلْبِعْرَةُ تَدُلُّ عَلَی الْبَعِیْرِ فَکَیْفَ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْض
لَا تَدُلُّ عَلَی اللَّطِیْفِ الْخَبِیْر.

عَالَمِیْنَ کو جمع ذکر فرمایا کیونکہ عالَم کے اجناس مختلف ہیں۔ عالَم ملائکہ، عالَم جن، عالَم انس
برہ، عالَم سفلیات، عالَم فلکیات، عالَم ارواح، عالَم اجسام، عالَم برزخ
بعض کہتے ہیں عالمین سے مراد تمام اقوام مختلفہ کی تربیت کرنے والا۔ ماسوی اللہ کا مخلوق ہونا اور
ہ تعالیٰ کا خالق و مالک ہونا اور موجود ہونا بھی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے ثابت ہوا۔ جب وہ ذات موجود
ے تمام کی پرورش کا انتظام اسی نے کیا ہے سب نعمتیں اس نے دی ہیں تو حمد و ثنا کا مستحق بھی وہی ہے
ں کا کھائیے اسی کا گائیے۔

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بے حد مہربان، نہایت رحم والا

شبہ ہوتا ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں بھی الرحمٰن الرحیم کا ذکر ہے اور یہاں بھی یہ تکرار کیوں ہے؟
اب نمبر ۱: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تو آیَةٌ مُسْتَقِلَّةٌ اُنْزِلَتْ لِلْفَصْلِ۔ وہ تو آیت مستقلہ ہے جو
ورتوں کے درمیان فاصلہ کے لئے اتاری گئی ہے۔ یہ سورت جدا ہے لہٰذا تکرار نہ ہوا۔
اب نمبر ۲: رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے شبہ پیدا ہوتا تھا کہ دوسرے مربی بھی ہیں۔ مجازی ہونے سے
کے لئے فرمایا اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ والدین اولاد کو عاق (یعنی نافرمان اولاد کو) جائداد اور دیگر
ع سے محروم کردیتے ہیں مگر وہ ذات رحمٰن الرحیم ایسی ہے کہ کتنا ہی گناہگار بندہ کیوں نہ ہو پھر بھی

روزی کے دروازے بند نہیں کرتا۔

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کو رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کے بعد ذکر فرمایا۔ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ میں تربیت جسمانی کی طرف اشارہ ہے اور اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں تربیت روحانی کی طرف اشارہ ہے۔

(اَلرَّحْمٰنِ) رحمٰن الدنیا۔ یہ صفت عام (الرَّحِیْمِ) صفت خاص

(وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا) وہ مومنوں پر رحم والا ہے۔

ربط: زمانہ گذشتہ میں بھی وہی ذات محسن ہے۔ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ انسان کو عدم سے وجود میں لائی اور حال میں بھی وہی محسن ہے اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اور مستقبل میں بھی وہی ذات محسن ہے۔ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ جب ہر زمانہ میں وہی ذات محسن ہے تو سب تعریفات بھی اسی ذات واحد کی ہونی چاہئے۔

مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ

ترجمہ: مالک ہے روزِ جزا کا

اس آیت میں دو قرأتیں ہیں ایک قرأت میں مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ یعنی روز جزا کا بادشاہ۔

اور دوسری قرأت مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ روز جزا کا مالک۔ یہی قرأت مشہور ہے۔

(یَوْم) بمعنی وقت ہے دین کے معنی بدلہ اور جزا اور حساب کے ہیں۔ جیسے قرآن مجید میں ہے:

''اس دن اللہ تعالیٰ انہیں پورا پورا بدلہ دے گا اور وہ جان لیں گے''

مَالِكِ کا لفظ مُلک سے ماخوذ ہے۔ جیسے ارشاد ہوگا قیامت کے دن:

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

آج کے دن کس کی بادشاہت ہے (جواب ملے گا) ایک اللہ کی جو ایک ہے اور زبردست ہے

مضمون اوصاف باری تعالیٰ کا بیان:

پہلے دعویٰ تھا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ دلیل اول رَبِّ الْعَالَمِيْنَ دوسری دلیل اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، تیسری دلیل مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ جب تمام جہانوں کا پرورش کرنے والا وہی ہے، جسمانی بھی اور روحانی بھی، دنیا و آخرت میں رحم کرنے والا بھی وہ ہے۔

قیامت کے دن کا مالک وہی ہے تو مستحق حمد و ثناء بھی وہی ہے۔

قیامت کے دن کے ساتھ تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ اس دن تو کوئی ملکیت کا دعویدار بھی نہ ہوگا۔ بلکہ جب قیامت آئے گی اس دن بغیر خداوند تعالیٰ کی اجازت کے کوئی کلام بھی نہ کرے گا:

لَا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ (عم یتسآء لون)

کوئی نہیں بولتا مگر جس کو حکم دیا رحمٰن نے

یَوْمَ یَاْتِ لَا تَکَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَمِنْهُمْ شَقِیٌّ وَّ سَعِیْد

قیامت جب آئے گی تو کوئی بھی اللہ کے اذن کے بغیر کلام نہ کر سکے گا، تو ان میں کا کوئی بد بخت اور کوئی نیک بخت ہوگا۔"

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ

تری ہی ہم بندگی کرتے ہیں، اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں

مضمون:

۱. رَابِطَةُ بَیْنَ الْخَالِقِ وَالْمَخْلُوْقِ
۲. حَصْرُ الْعِبَادَةِ فِیْ ذَاتِ اللّٰهِ
۳. حَصْرُ الْاِسْتِعَانَةِ فِیْ ذَاتِ اللّٰهِ اَلتَّقْدِیْمُ مَا حَقُّهُ التَّاخِیْرُ یُفِیْدُ الْحَصْرَ

اس جملہ میں مفعول کی تقدیم نے حصر کا مضمون بھی پیدا کر دیا

اَیْ نَخُصُّکَ بِالْعِبَادَةِ وَنَخُصُّکَ بِالْاِسْتِعَانَةِ

یعنی عبادت بھی صرف خدا ہی کی اور استعانت بھی تنہا اسی سے۔

اِسْتِعَانَةُ بِجَمِیْعِ اَقْسَامِهَا مُنْحَصِرُ فِیْ ذَاتِ اللّٰهِ

ہو جائے گی اور غیر اللہ کے لئے حرام ٹھہرے گی۔

فرمایا:

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ

یعنی میری نماز، میری قربانی، میری حیات، میری موت، سب اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔

عبادت کا معنی ہے غَایَةُ الذُّلِّ مَعَ غَایَةِ الْحُبِّ کسی کی نہایت درجہ تعظیم کے لئے نہایت درجہ کا ذل اختیار کرنا۔ عبادت میں محبت کو بھی دخل ہے۔ محبت تو انتہاء درجہ کی ہو لیکن غَایَةُ الذُّلِّ عجز و

انکساری نہیں تب بھی عبادت معتبر نہیں اگر اعلیٰ درجہ کی انکساری بھی ہے مگر محبت نہیں تب بھی عبادت نہیں ہوگی۔ اگر اعلیٰ درجہ کی انکساری بھی ہے محبت بھی ہے مگر شرک سے نہیں بچتا پھر بھی عبادت بے کار ہے۔

اقسام عبادت

ا۔ عبادت اعتقادی:

یعنی اللہ تعالیٰ ہی کو خالق، مالک، رازق، متصرف فی الامور مختار کل حاضر و ناظر عالم الغیب، نفع اور نقصان دینے والا، عزت و ذلت کا مالک سمجھے اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک نہ سمجھے۔

۲۔ عبادت عملی:

پھر وہ کئی قسم پر ہے۔ ا۔ بدنی عبادت جیسے نماز، روزہ، ۲۔ مالی جیسے زکوٰۃ صدقہ و خیرات، ۳۔ مرکب جیسے حج وغیرہ۔ غرض ہر قسم کی عبادت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔

(نعبد) صیغہ جمع کا ہے۔ اس بات کی طرف اشارہ کردیا کہ مولیٰ میں خود تو ناقص ہوں میری عبادت بھی ناقص ہیں، میں کاملین کے ساتھ اپنی ناقص عبادت کو پیش کر رہا ہوں ان کی عبادت تو رد نہیں ہوتی ان کے طفیل میری ناقص عبادت بھی قبول ہو جائے گی۔

عابد انسان ہے معبود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ غرض عبادت رضا الٰہی ہے۔

وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ

اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں

اَیْ نَخُصُّکَ بِالْاِسْتِعَانَةِ

مضمون حصر الاستعانہ فی ذات اللہ

ربط: جب کہا گیا اِیَّاکَ نَعْبُدُ ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اس کی تکمیل ہمارے بس میں نہیں ہے اس کی تکمیل کے لئے استعانت آپ سے ہی طلب کرتے ہیں۔

وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ:

یہ ایک دو دن کی بات نہیں ہمیشہ کی بات ہے اس لئے آگے ارشاد ہوگا اِهْدِنَا ۔ الخ

سوال: اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے مدد طلب نہ کی جائے حالانکہ بعض

روں میں اوروں سے بھی مدد لی جاتی ہے۔ جیسے بیمار حکیم سے، غریب بادشاہ سے، مثلاً لکھنے کے لئے
م سے، پیاس بجھانے کے لئے کسی سے پانی طلب کرنا وغیرہ۔
واب: ماتحت الاسباب میں تو اوروں سے مدد لے سکتے ہیں جو چیزیں مافوق الاسباب ہیں اس میں
رف ذات واحد سے ہی مدد طلب کی جائے۔
نَسْتَعِيْن میں ایک مُسْتَعِيْن مدد چاہنے والا وہ انسان ہے، دوسرا مُسْتَعَان جس سے مدد چاہی
ئی وہ اللہ ہے۔ جیسے

رَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْن

تیسرا غرض استعانت وہ ضروریات ہیں اور استعانت صرف ذات واحد سے کی جائے گی اور اگر
سی اور سے کی گئی تو یہ شرک وضلالت ہوگا جیسے کہ فرمایا:

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُوْنَ.

جو اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں کو پکارتا ہے جو اس کی پکار کا جواب قیامت تک نہیں
دے سکتے اور وہ ان کی پکار سے غافل ہیں

حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو وصیت فرمائی:

يَا غُلَامُ اِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ

اے بچے جب بھی تم مدد چاہو تو اللہ ہی سے مدد چاہو

کیونکہ مافوق الاسباب امور صرف اسی کے قبضے میں ہیں اور وہی نفع ونقصان کا مالک ہے۔ فرمایا:

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْر

اور جن کو تم پکارتے ہیں اللہ کے سوا وہ مالک نہیں کھجور کی گٹھلی کے ایک چھلکے کے

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ

اور اگر پہنچا دیوے اللہ تجھ کو کوئی تکلیف تو کوئی نہیں اس کو ہٹانے والا اس کے سوا
اور اگر پہنچانا چاہے تجھ کو کچھ بھلائی تو کوئی پھیرنے والا نہیں اسکے فضل کو

یہ ہے توحید اور یہی ہے صراط مستقیم اور اسی کے مطالبہ کرنے کی تلقین ہے۔ اِهْدِنَا الخ

قصیدہ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ:

قالوا تنقصتم رسول اللہ ۔۔۔ واعجبًا لهذا البغی والبهتان

لكننا قلنا مقالة صارخ ۔۔۔ بينكم فی كل وقت باذان

الرب رب فالرسول فعبده ۔۔۔ وليس لنا اله ثان

للّٰه حق لا يكون لعبده ۔۔۔ ولعبده حق هما حقان

فلا تجعل الحقين حقا واحدا ۔۔۔ من غير تميز ولا فرقان

فالحج حق للرحمٰن دون رسوله ۔۔۔ وكذا الصلٰوة وذبح ذا القربان

وكذا نذرنا وسجودنا ويميننا ۔۔۔ وكذا متاب العبد من عصيان

وكذا التوكل والانابة والتقى ۔۔۔ وكذا الرجاء وخشية الرحمٰن

وكذا العبادة واستعانتنا ۔۔۔ اياك نعبد ذان توحيدان

لكنما التعذير والتوقير ۔۔۔ حق للرسول بمقتضٰى الفرقان

والايمان والحب لايختص ۔۔۔ بل حقان مشتركان

کسی نے اردو میں شرح لکھی ہے:

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق ۔۔۔ زبان اور دل کی شہادت کے لائق

اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق ۔۔۔ اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق

لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ ۔۔۔ جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

مبرّا ہے شرکت سے اس کی خدائی ۔۔۔ نہیں اس کے آگے کسی کی بڑائی

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

ترجمہ: بتلا ہم کو راہ سیدھی

اِهْدِنَا ہدایت سے ماخوذ ہے۔ ہدایت کے دو معنی آتے ہیں۔

(۱) اراءۃ الطریق، راستہ دکھانا (۲) ایصال الی المطلوب، منزل مقصود تک پہنچانا

غرضیکہ اراۃ الطریق کا مطالبہ ان کی طرف سے ہوگا جو راہ راست سے بھٹکے ہوئے ہیں اور اس پر

آنا چاہتے ہیں اور ایصال الی المطلوب کا مطالبہ ان کی طرف سے ہوگا جو راہ راست پر چل رہے ہیں اور منزل مقصود اور مطلوب حقیقی کے متلاشی ہیں یا راہ ہدایت پر دوام کے خواہاں ہیں۔

یہاں پر ہدایت کا لفظ دونوں معنوں پر مشتمل ہے۔کوئی راہ دیکھ کر بھی نہیں چلتے کئی راہ پر سیدھے چل رہے ہیں مگر سیدھے راہ سے بھٹکنے کا خطرہ ضرور ہوتا ہے اس لئے شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اھدنا کا معنی چلاتے رہو ہم کو سیدھے راستے پر۔یعنی منزل مقصود تک پہنچانا اور پھر اسی پر ثابت قدم رکھنا جس کے لئے قرآن مجید میں بھی دعا کا ذکر ہے:

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْهَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً

اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو ہدایت دینے کے بعد ٹیڑھا مت کرنا اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا فرما

ہدایت دو قسم پر ہے:

(۱) ہدایت توفیق، انسان کے دل کو راہ حق کی طرف مائل کرنا۔اور ایسے اسباب پیدا کرنا جن سے راہ حق پر چلنا آسان ہو جائے اور اس کی خلاف ورزی دشوار ہو جائے یہ خاص اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔قرآن پاک میں جہاں رسول اللہ ﷺ سے ہدایت دینے کی نفی کی گئی جیسے:

اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآء

آپ ہدایت نہیں کر سکتے جس کو آپ ﷺ چاہیں لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہے ہدایت کی توفیق دیتے ہیں۔

اس سے مراد ہدایت توفیق ہے کسی کو راہ حق کی توفیق دینا یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اس میں کسی نبی و رسول کا دخل نہیں ہے۔

(۲) ہدایت بیان، انسانوں کو راہ حق کی طرف بلانا دعوت دینا، ترغیب دینا راہ حق دکھانا۔اس کی نسبت انبیاء و رسل کی طرف ہوتی ہے:

اِنَّکَ لَتَهْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم

آپ لوگوں کو صراط مستقیم (دین مستقیم) کی طرف بلاتے ہیں۔

وَلِکُلِّ قَوْمٍ هَاد

ہر قوم کی طرف ہم نے ہدایت کی طرف بلانے والا بھیجا۔

اَلصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم سیدھی راہ، مراد اس سے دین کا وہ راستہ ہے جس میں نہ افراط ہو، یعنی

حد سے آگے بڑھنا نہ تفریط ہو (کوتاہی کرنا)۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں صراط مستقیم سے مراد دین اسلام ہے۔ جو ہر اس چیز سے جو آسمان اور زمین کے درمیان ہے وسعت والا ہے۔

مسند احمد میں ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مثال صراط مستقیم کی بیان کی ہے کہ اس کے دونوں طرف دو دیواریں ہیں اور ان دیواروں میں کئی دروازے ہیں کھلے ہوئے اور ان پر پردے لٹک رہے ہیں۔ صراط مستقیم کے دروازے پر ایک پکارنے والا مقرر ہے کہتا ہے اے لوگو تم سب سیدھی راہ پر چلو ادھر ادھر کی راہوں پر مت چلو ایک پکارنے والا اس راستہ کے اوپر ہے جب بھی کوئی شخص ان دروازوں میں سے کسی کو کھولنا چاہتا ہے تو وہ کہتا ہے خبردار اس کو مت کھولنا اگر کھولا تو صراط مستقیم سے ہٹ جاؤ گے اور غلط راہ لگ جاؤ گے۔

فرمایا صراط مستقیم اسلام ہے، دیواریں اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں اور کھلے ہوئے دروازے اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزیں ہیں اور دروازہ پر پکارنے والا قرآن مجید ہے اور راستے کے اوپر پکارنے والا وہ کھٹکا ہے جو ہر ایماندار کے دل میں ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور واعظ کے ہوتا ہے۔ جیسے قرآن مجید میں پروردگار عالم کا ارشاد ہے:

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ (الانعام: ۱۵۳)

اور یہ میرا سیدھا راستہ ہے تم اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر مت چلو اور کہیں تم کو اللہ تعالیٰ کے سیدھے راستے سے نہ ہٹا دیں

ابو العالیہ کہتے ہیں کہ ''صراط مستقیم'' اس سے مراد نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَلَیْكُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ

اور فرمایا:

فَاقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ (رضی اللّٰہ عنہما)

یعنی تم پر لازم ہے کہ میرے طریقے اور خلفاء راشدین (جو کہ ہدایت والے ہیں) کے طریقے پر چلو، نیز فرمایا میرے بعد آنے والے خلفاء حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی اقتدا کرو۔